بسم اللہ ارقیک واللہ یشفیک
ہر مرض کے علاج کے لئے دائیں ہاتھ سے مریض کا داہنا پنجا پکڑ کر دم کرے

رُوپ بہروپ

یعنی

منافقین کا کردار غزوات میں

تالیف

حاجی نواب الدین عفی عنہ گولڑوی

قیمت : ۴/ روپے

مکتبہ غوثیہ تلہ گنگ روڈ چکوال

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جہاں مکہ مکرمہ میں نبی مکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کو اور آپ کی آل اطہار و صحابۂ کبار کو کفار مکہ کے ہاتھوں سخت تکالیف اٹھانی پڑیں وہاں مدینہ منورہ میں ان مقدس ہستیوں کو منافقوں اور یہودیوں سے سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ یہودیوں کو تو مسلمانوں نے بحکم الٰہی مدینہ منورہ سے نکال باہر کیا۔ مگر مسلم نما کافروں یعنی منافقوں کے ہاتھوں مسلمانوں کو آلام و مصائب برداشت کرنے ہی پڑے۔

ان چند اوراق میں انہیں منافقوں کا کردار بیان کیا جائے گا۔ جو انہوں نے غزواتِ نبوی میں ادا کیا۔ جیسا کہ تاریخ شاہد ہے کہ مشرکین مکہ نے ہجرتِ نبوی کے ساتھ ہی مدینہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ انہوں نے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کو خط لکھا کہ یا تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قتل کر دو یا ہم آ کر ان کے ساتھ تمہارا بھی فیصلہ کر دیتے ہیں۔ یہ بے ایمان ایسا تو نہ کر سکا۔ البتہ اس نے کفار مکہ کو یقین دلا دیا کہ میری جماعت اور یہودی تمہارے ساتھ تعاون کریں گے۔ ادھر ان دونوں جماعتوں نے مسلمانوں کے ساتھ بھی معاہدہ کر دیا کہ ہم تمہارے دشمنوں کی مدد نہیں کریں گے۔

چنانچہ ہجرت کے دوسرے سال ہی بدر کے مقام پر مدینہ منورہ کے مسلمانوں کو کفار مکہ کا سامنا کرنا پڑا۔ جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف ۳۱۳ مومنوں کو ساتھ لیا اور منافقوں کو نظر انداز کر دیا۔ اسی خدشہ سے کہ یہ بجائے فائدہ کے نقصان دہ ثابت ہوں۔ اور اس معرکہ میں اللہ تعالےٰ نے حضور محمد نور شافع یوم النشور کو فتح مبین عطا

فرمائی اور کفار کو ذلیل و خوار کیا اور کفار کے ستر سردار مارے گئے اور ستر ہی قیدی بنا لئے گئے جو آخر فدیہ دے کر آزاد ہوئے اور اسی دن کو یوم فرقان قرار دیا گیا۔ اور اسی روز سلطنت اسلامیہ کی بنیاد قائم ہو گئی۔ اس فتح سے منافقین کو سخت صدمہ پہنچا۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی اس کیفیت کو یوں بیان فرمایا۔ "اور وہ جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور اکیلے ہوں تو تم پر انگلیاں چبائیں، غصے سے۔ تم فرماؤ مر جاؤ اپنی گھٹن میں اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات کو۔ تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو انہیں برا لگے اور تم کو برائی پہنچے تو اس پر خوش ہوں۔"

(آل عمران آیۃ ۱۱۹)

غزوہ اُحد میں منافقوں کا کردار

اس غزوے کا ذکر سورۃ آل عمران میں بیان ہوا ہے۔ اگلے سال یعنی شوال ۳ھ میں کفار مکہ بدر کا انتقام لینے اُحد کے میدان میں آپہنچے۔ ادھر نبی کریم رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ و تسلیم ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ میدان میں نکلے۔ رستے میں ہی سے عبد اللہ بن ابی منافق اپنے تین سو سواروں کو لے کر واپس لوٹ گیا۔ یہ کہہ کر کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نو عمر لڑکوں کا مشورہ تو قبول کر لیا۔ اور میری بات کی پرواہ نہ کی۔ کہ ہمیں جنگ شہر میں رہ کر کرنی چاہیئے۔ نیز یہ بھی کہا کہ ہمیں لڑائی کا ڈھب نہیں آتا۔ اس کا گھر سے نکلنا اور واپس لوٹنا صرف اس لئے تھا کہ ان کی دیکھا دیکھی اور صحابہ کرام بھی دل چھوڑ دیں گے۔ چنانچہ کچھ صحابہ نے بھی کمزوری ظاہر کی۔ جس پر اللہ تعالےٰ نے یوں ارشاد فرمایا۔ "اور یاد کرو اے محبوب! جب تم صبح کو اپنے دولت خانہ سے برآمد ہوئے، مسلمانوں کو لڑائی کے مورچوں پر قائم کرتے اور اللہ سنتا، جانتا ہے۔ جب تم میں سے دو گروہوں کا ارادہ تھا کہ نامردی کر جائیں اور اللہ ان کو سنبھالنے والا

نوٹ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہود کو تو بوجہ دین موسوی کے منسوخ ہونے کا خطرہ تھا جس وجہ سے ان کا حضور علیہ السلام سے بغض و عداوت لازمی تھی۔ مگر عبد اللہ بن ابی کو کیا رنج تھا جو وہ ساری عمر اسلام و بانی اسلام کے خلاف کرتا رہا۔ حدیثوں میں اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اس نے حضور کی آمد سے قبل مدینہ میں چکلا کھول رکھا تھا اور بدمعاش بنا بیٹھا تھا اور لوگوں سے آج کل کی طرح جگا ٹیکس لیتا تھا۔ اور اس کی تاج پوشی ہونے والی تھی اور سونے کا تاج سنار تیار کر رہا تھا۔ آپ کا داخلہ مدینہ منورہ میں ہو گیا۔ اور اس کا سارا پروگرام دھرے کا دھرا رہ گیا۔ جس کا اسے سخت رنج ہوا اور نفاق اختیار کیا۔

ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیئے۔" (آل عمران آیتہ ۱۲۱) نیز مزید تنبیہ فرمائی کہ "اے ایمان والو! اگر تم کافروں (منافقوں) کے کہے پر چلے تو وہ تمہیں اُلٹے پاؤں لوٹا دیں گے۔ پھر ٹوٹا کھاتے پلٹ جاؤ گے۔" (آل عمران آیتہ ۱۴۹) اس غزوہ میں مسلمانوں نے وہ مورچہ (درّہ) چھوڑ دیا، جسے نہ چھوڑنے کا حکم نبوی تھا تو مسلمانوں کو اس نافرمانی کی وجہ سے کفار کے ہاتھوں سخت تکلیف اٹھانی پڑی اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دانت مبارک بھی شہید ہو گیا تو ارشاد باری تعالے ہوا۔" اور وہ مصیبت جو تم پر پڑی جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں وہ اللہ کے حکم سے تھی اور اس لیے کہ پہچان کرا دے ایمان والوں کی اور اس لیے کہ پہچان کرا دے جو منافق ہوئے اور اُن سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کی راہ میں لڑو یا دشمن کو ہٹا دو۔ بولے اگر ہم لڑائی ہوتی جانتے تو ضرور تمہارا ساتھ دیتے اور اس دن ظاہری ایمان کی بہ نسبت کھلے کفر سے زیادہ قریب ہیں۔ اپنے منہ سے کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں اور اللہ کو معلوم ہے جو چھپاتے ہیں۔" (آل عمران آیتہ ۱۶۷)

چنانچہ اسی غزوہ میں ستر صحابہ کبار نے جام شہادت نوش فرمایا۔ جس کا مومن عورتوں و مردوں کو سخت صدمہ ہوا۔ اور گھر گھر صف ماتم بچھ گئی۔ ان منافقوں نے یہاں بھی اپنی خبث باطنی کا مظاہرہ کیا۔ اور از راہ ہمدردی بھی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا۔" اگر فتح و نصرت ہماری یہاں ہوتی تو ہم کیوں مارے جاتے۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہہ دیجئے کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے جب بھی جن کی قسمت میں مارا جانا لکھا جا چکا تھا۔ وہ کسی نہ کسی طرح اپنی مقتل میں آ جاتا۔ اس لڑائی میں یہ بھی حکمت تھی کہ اللہ تعالے کو تمہارے دلوں کو آزمانا، تمہارے دلی خیالات کو صاف کرنا منظور تھا۔ اور اللہ تعالے دلوں کی بات کو خوب جانتا ہے۔" ۱۵۴ (آل عمران)

نیز یہ منافق جب مسلمانوں میں بیٹھتے۔ تو ان سے بھی تعزیت کے دوران اظہار ہمدردی کرتے۔ جس پر فرمان باری تعالے ہوا۔" اے ایمان والو ان کافروں (منافقوں) کی طرح نہ ہونا جنہوں نے اپنے بھائیوں کی نسبت کہا، جب وہ سفر یا جہاد کو گئے کہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے، اس لئے کہ ان کے دلوں میں اس کا افسوس رکھے اور اللہ جلاتا اور مارتا ہے۔ اور اللہ تعالے تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔ اور بے شک تم اللہ کی راہ میں مارے جاؤ،

یا مر جاؤ تو اللہ کی بخشش اور رحمت ان کے سارے دھن دولت سے بہتر ہے اور اگر تم مرو یا مارے جاؤ تو اللہ کی طرف اٹھنا ہے۔" (۵۸-۱۵۷) نیز فرمایا۔ "وہ (منافقین) جنہوں نے اپنے بھائیوں (رشتہ دار مومنوں) کے بارے میں کہا اور آپ بیٹھ رہے کہ وہ ہمارا کہا مانتے تو نہ مارے جاتے۔ تم فرماؤ تو اپنی ہی موت ٹال دو اگر سچے ہو۔" ۱۶۸ آل عمران۔

مروی ہے کہ جس روز منافقین نے یہ بات کہی اسی روز ستر منافق گھروں میں پڑے مر گئے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ "تم جہاں کہیں ہو تو تمہیں موت آلے گی۔ اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو۔" (النساء آیہ ۷۸)

غزوۂ بنی نضیر میں منافقین کا کردار

غزوہ اُحد کے اگلے سال ربیع الاول ۴ھ میں یہ غزوہ پیش آیا۔ غزوۂ اُحد میں مسلمانوں کو بہت تکلیف اُٹھانی پڑی جس کی وجہ سے یہودیوں کا قبیلہ بنو نضیر شک میں پڑ گیا اور انہوں نے مکہ میں ابوسفیان (جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے) سے حلف کیا اور اپنا عہد و پیمان توڑ دیا جس پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے ذریعہ کہلوا بھیجا کہ ایک تو تم نے ابوسفیان سے حلف کیا۔ دوسرے تم نے میرے قیلولہ شریف کے دوران دیوار کے اُوپر سے بھاری پتھر پھینک کر مجھے ہلاک کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ مگر اللہ تعالےٰ نے بچا لیا۔ اس طرح تم نے عہد شکنی کی، لہٰذا میرے شہر سے دس دن کے اندر اندر نکل جاؤ۔ مگر عبداللہ بن ابی منافق نے کہا، تم ہرگز نہ نکلنا اپنے قلعوں میں ٹھہرے رہو، بے فکر اور بے غم رہو، میں دو ہزار آزمودہ کار جنگی جوان رکھتا ہوں اور تمہارا پشت پناہ ہوں۔ اس کے علاوہ تمہارے حلیف بنو قریظہ اور بنو غطفان ہیں جو تمہاری مدد کریں گے۔ چنانچہ وہ مغرور ہو گئے اور کہلا بھیجا۔ ہم نہیں نکلتے جو چاہیں کریں۔ چنانچہ آپ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور ان کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا جو پندرہ دن جاری رہا۔ آخر اللہ تعالےٰ نے یہودیوں پر رعب طاری کیا اور انہیں راتوں رات مدینے سے نکل جانے کا حکم دیا۔

غزوۂ بنی مصطلق (مریسیع) میں منافقین کا کردار

اس سے اگلے سال شعبان ۵ھ میں یہ غزوہ پیش آیا۔ اس غزوہ میں جو منافقین نے کردار ادا کیا وہ سورۃ منافقون میں بیان ہوا ہے۔ بنو مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار نے قبائل کو جنگ کے لئے مدعو کیا۔ یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم بمعہ صحابہ کبار کے نکلے ان کے ساتھ

عبداللہ بن ابی منافق غنیمت کے لالچ سے مع اپنے گروہ کے شامل ہو گیا۔ اللہ تعالٰی نے بنو مصطلق کو شکست دی اور ان کا بہت سامال بطور غنیمت وصول ہوا، حارث کی لڑکی جویریہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نکاح فرمایا۔ چنانچہ اس نسبت پر صحابہ کبار نے بنو مصطلق کا تمام مال واپس لوٹا دیا۔ اس طرح رئیس المنافقین کو کچھ ہاتھ نہ آیا۔ البتہ صحابہ کبار کے کسی خانزد پر اسے شرارت کا موقع مل گیا۔ انصار سے مخاطب ہو کر کہنے لگا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ ان مہاجرین کو شرب میں جگہ نہ دو یہ تمہیں تنگ کریں گے۔ اب عزا چکھ لیا اور ساتھ ہی یہ الفاظ بھی کہے جو قرآن پاک نے نقل کئے ہیں "جب ہم مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو ضرور ہم عزت والے ذلیلوں کو وہاں سے نکال دیں گے۔" یہ بات اللہ تعالٰی اور اس کے معزز رسولؐ اور صحابہ کبار کو بہت ناگوار گزری اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابن ابی کے قتل کی اجازت چاہی، آپ نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہودی کہیں گے کہ محمد اپنے صحابہ کو قتل کرتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالٰی نے اس رذیل کے جواب میں یوں فرمایا" اور عزت اللہ کے لئے ہے اور اس کے رسولؐ کے لئے اور مومنوں کے لئے مگر منافق نہیں جانتے۔" جب اس سے کہا گیا کہ جا کر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کر کہ حضور تیرے لئے اللہ تعالٰی سے معافی چاہیں تو گردن پھیری اور کہنے لگا کہ تم نے کہا کہ ایمان لے آؤ تو میں ایمان لے آیا۔ اس نے کہا زکوٰۃ دے تو میں نے زکوٰۃ دی۔ اب یہی رہ گیا ہے کہ میں اُسے سجدہ کروں۔ اس پر یہ آیت اتری۔

"اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ تمہارے لئے معافی چاہیں تو اپنے سر گھماتے ہیں اور تم انہیں دیکھو کہ غرور کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں ۵ ان پر ایک سا ہے۔ تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا بے شک اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ ۵ (المنافقون)

جب اس کے لڑکے کو معلوم ہوا جو پکا مومن اور عاشق رسول تھا تو تلوار نکال کر باپ سے کہا اگر جان کی سلامتی چاہتے ہو تو یوں کہو "میں مدینہ پاک کے لڑکوں اور عورتوں سے رذیل تر ہوں" ورنہ تیری گردن مار دی جائے گی۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کہا تب کہیں جان بخشی ہوئی۔

واقعۂ افک

جب شہنشاہ دوعالم کا قافلہ مدینہ کے قریب پہنچا تو پڑاو ڈالا اور رات یہیں بسر کی۔ اس دشمن رسول

کو اپنی خباثتِ طبع کا ایک اور موقع مل گیا۔ ہوا یوں کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ، عفیفہ، طیبہ، طاہرہ، مطہرہ رضی اللہ عنہا ضرورت کے لئے کسی گوشہ میں تشریف لے گئیں۔ وہاں آپ کا ہار مبارک ٹوٹ گیا۔ اس کی تلاش میں مصروف ہو گئیں۔ ادھر قافلہ نے کوچ کیا اور آپ کا محمل شریف اونٹ پر کس دیا گیا اور انہیں یہی خیال رہا کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا اس میں ہیں۔ (کیونکہ آپ بہت کم وزن کی تھیں۔) قافلہ چل دیا۔ آپ آکر قافلہ کی جگہ پر بیٹھ گئیں۔ اس خیال پر کہ میری تلاش میں قافلہ ضرور واپس آئے گا۔ قافلہ کے پیچھے پڑی گری چیز اُٹھانے کے لئے ایک صاحب رہا کرتے تھے۔ اس موقع پر ایک بوڑھے صحابی حضرت صفوان رضی اللہ عنہ اس کام پر تھے۔ جب وہ آئے اور انہوں نے آپ کو دیکھا تو بلند آواز سے انا للہ وانا الیہ راجعون پکارا۔ آپ نے کپڑے سے پردہ کر لیا۔ انہوں نے اپنی اونٹنی بٹھائی۔ آپ اس پر سوار ہو کر لشکر میں پہنچیں۔ اس سیاہ باطن منافق نے اپنے ساتھیوں کے ذریعہ اوہام فاسدہ پھیلائے اور آپ کی شان میں بدگوئی شروع کی۔ بعض مسلمان بھی اس کے فریب میں آگئے اور اُن کی زبان سے بھی کوئی کلمہ بیجا سرزد ہوا۔ اتفاق سے ام المومنین بیمار ہو گئیں اور ایک ماہ تک بیمار رہیں۔ اس زمانہ میں اُنہیں اطلاع نہ ہوئی کہ ان کی نسبت منافقین کیا بک رہے ہیں۔ ایک روز اُم مسطح سے انہیں یہ خبر معلوم ہوئی۔ اور اس سے آپ کا مرض اور بڑھا اور اس صدمہ میں اس طرح روئیں کہ آپ کا آنسو نہ تھمتا تھا۔ اور نہ ایک لمحہ کے لئے نیند آتی تھی۔ اس حال میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اور حضرت ام المومنین کی طہارت میں سورہ نور کی کئی آیات نازل ہوئیں۔ اور آپ کا شرف و مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑھایا کہ قیامت تک مومن آپ کی فضیلت میں قرآن کو بطور گواہ پیش کرتے رہیں گے۔ اس دوران میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بر سرِ منبر بقسم فرما دیا تھا کہ مجھے اپنے اہل کی پاکی وخوبی بالیقین معلوم ہے (بخاری) نیز بطور خاص اپنے صحابہ کبار رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا جس نے میرے اہل پاک کے حق میں بدگوئی کی ہے اس کی طرف سے میرے پاس کون معذرت پیش کر سکتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ منافقین بالیقین جھوٹے ہیں ام المومنین بالیقین پاک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سرکار کے جسم پاک کو مکھی کے بیٹھنے سے محفوظ رکھا کہ وہ نجاستوں پر بیٹھتی ہے کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کو بد عورت کی صحبت سے محفوظ نہ رکھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح آپ کی طہارت بیان کی اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا تاکہ اس سایہ پر کسی کا قدم نہ پڑے تو جو پروردگار آپ کے سایہ کو محفوظ رکھتا ہے کس طرح ممکن ہے کہ وہ آپ کے اہل کو محفوظ نہ فرمائے۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ ایک جُوں کا خون لگنے سے پروردگار عالم نے

آپ کو نعلین مبارک اتارنے کا حکم دیا۔ جو پروردگار آپ کی نعلین شریف کی اتنی سی آلودگی کو گوارا نہ فرمائے، ممکن نہیں کہ وہ آپکے اہل کی آلودگی گوارا کرے۔ اس طرح بہت سے صحابہ اور صحابیات نے قسمیں کھائیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس الزام سے پاک صاف ہیں۔ مگر منافق اپنے نفاق میں جل بھن گئے۔ اور سورۃ نور میں فرمایا "جس نے سب سے بڑا حصہ لیا (عبداللہ بن ابی بن سلول نے) اس کے لئے دردناک عذاب ہے" آیۃ ۱۱

چنانچہ بحکم رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان بہتان لگانے والوں پر حد قائم کی گئی اور اسی اسی کوڑے لگائے گئے اور اللہ تعالے نے ان کی بخشش کا وعدہ فرمایا۔ آیہ ۲۰۔ مگر یہ بے ایمان کھر گیا۔ جس پر اللہ تعالے نے فرمایا "ایسے بہتان باندھنے والوں پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے اور عذاب عظیم ہے" آیۃ ۲۳۔ اور اگر وہ قیامت میں مکرنے کی کوشش کریں گے تو فرمایا اس دن ان پر گواہی دیں گی ان کی زبان اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو کچھ کرتے تھے" آیۃ ۲۴۔ (حاشیہ صدرالافاضل علام)

غزوۂ احزاب (خندق) میں منافقین کا کردار

یہ غزوہ اسی سال ذیقعدہ ۵ھ میں پیش آیا جس کا مفصل بیان سورۃ احزاب میں ملاحظہ ہو۔ جب یہود بنی نضیر کو جلاوطن کیا گیا تو منافقین کو بہت رنج ہوا کہ ان کی تخریبی طاقت کمزور ہو گئی۔ انہوں نے بنو نضیر کو جنگ کے لئے اکسایا۔ چنانچہ بنو نضیر کے اکابر مکہ مکرمہ میں کفار کے پاس پہنچے اور انہیں سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف جنگ کی ترغیب دلائی اور وعدہ کیا کہ ہم تمہارا ساتھ دیں گے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیں۔ ابوسفیان نے اس تحریک کو بہت پسند کیا اور کہا کہ ہمیں دنیا میں وہ سب سے پیارا ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عداوت میں ہمارا ساتھ دے۔ ادھر یہودی قبائل غطفان وقیس وعیلان وغیرہ میں گئے وہاں بھی تحریک کی وہ سب ان کے موافق ہو گئے۔ اس طرح انہوں نے جا بجا دورے کئے اور عرب کے قبائل اسلم، اشجع، ابو مرہ، کنانہ اور فزارہ وغیرہ کو مسلمانوں کے خلاف تیار کیا اور بارہ ہزار کا لشکر (احزاب) لے کر مدینہ پر مسلمانوں کے خلاف چڑھ آئے۔ ادھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بمشورہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مدینہ کے گرد خندق کھدوائی اور تمام صحابہ کو لڑائی کے لئے بلوایا، مسلمان حاضر خدمت ہو گئے مگر منافقین ان کو دھوکے دیتے اور کہتے" اور جب منافقین کے ایک گروہ نے کہا اے اہل یثرب یہاں تمہارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں، تم اپنے گھروں

کو واپس چلے جاؤ۔" (احزاب، آیۃ ۱۳)

اور جب ان منافقوں نے کفار کے بے شمار لشکر دیکھے تو بہت خوش ہوئے، اور مومنوں کی حوصلہ شکنی کے لئے ان کو ڈراتے جیسے قرآن نے یوں بیان فرمایا۔" اور جب مسلمانوں نے کافروں کے لشکر (احزاب) دیکھے (منافق) بولے یہ ہے وہ جو ہمیں وعدہ دیا تھا۔ (فتح کا) اللہ اور اس کے رسول نے۔ اور سچ فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے اور اس سے انہیں نہیں بڑھا مگر ایمان اور رسول کی رضا پر راضی ہوتا۔" آیۃ ۲۲

اور جب محاصرہ لیا ہوا اور لشکر کفار کی کثرت دیکھی، منافق کہنے لگے کہ محمد ہمیں قیصر و کسریٰ[1] کی فتح کی خبریں دے رہے تھے اور ہمارا یہ حال ہے کہ ہم لاچار ہو کر رہ گئے ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔" اور جب کہنے لگے منافق اور جن کے دلوں میں روگ ہے ہمیں اللہ اور رسولؐ نے وعدہ نہ دیا تھا۔ مگر فریب کا۔" احزاب آیۃ ۱۲

جب ان کا بس نہ چلا تو خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہانے بنا کر یوں اجازت لیتے۔" اور ان میں سے ایک گروہ (بنی حارثہ اور بنی سلمہ) نبی سے اذن مانگتا تھا یہ کہہ کر کہ ہمارے گھر بے حفاظت ہیں اور وہ بے حفاظت نہ تھے۔ وہ تو نہ چاہتے تھے مگر بھاگنا۔" بقیہ آیت مذکورہ بالا۔

اور بوجہ نفاق ان کی باطنی کیفیت یوں بیان فرمائی۔" اور اگر ان پر فوجیں مدینہ کے اطراف

---

[1] آپ نے قیصر و کسریٰ کی فتح کی خبریں واقعی دی ہیں۔ چنانچہ غزوہ خندق کے دوران بھی فتح کی خبر دی جب خندق کھودتے ایک پتھر کی سخت چٹان برآمد ہوئی تمام صحابہ اس کے توڑنے سے بے بس ہو گئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ہتھوڑا لے کر بسم اللہ کہہ کر ایک ضرب لگائی جس سے تہائی چٹان ریزہ ریزہ ہو گئی اور فرمایا اللہ اکبر مجھے شام کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں خدا کی قسم میں شام کے سرخ محلات دیکھ رہا ہوں اس کے بعد دوسری ضرب لگائی دوسری تہائی ٹوٹ گئی اور فرمایا اللہ اکبر مجھے فارس کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں خدا کی قسم میں مدائن کے سفید کنگرے دیکھ رہا ہوں اور کنگروں کی نشانیاں بھی بیان فرمائیں۔ یہ شہر نوشیرواں نے آباد کیا تھا۔ اس کے بعد تیسری ضرب لگائی تو بقیہ پتھر بھی ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اور فرمایا: "اللہ اکبر! مجھے یمن کی کنجیاں مرحمت فرمائی گئیں۔ خدا کی قسم میں صنعا کے دروازوں کو دیکھ رہا ہوں۔ (سبحان اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وسعت نظر کا کیا کہنا، ہمسری کا دعوےٰ کرنے والے ذرا غور فرمائیں۔)

سے آئیں پھر ان سے کفر چاہیں تو ضرور ان کا مانگا دے بیٹھتے اور اس میں دیر نہ کرتے، مگر تھوڑی ۞ اور بے شک اس سے پہلے وہ اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے۔ ۞ تم فرماؤ ہرگز تمہیں بھاگنا نفع نہ دے گا اگر موت یا قتل سے بھاگو اور جب بھی دنیا نہ برتنے دیئے جاؤ گے۔ مگر تھوڑی ۞ تم فرماؤ وہ کون ہے جو اللہ کا حکم تم سے ٹال دے۔ اگر وہ تمہارا بُرا چاہے یا تم پر مہر فرمانا چاہے اور وہ اللہ کے سوا کوئی حامی نہ پائے گا۔ اور نہ مددگار ۞ بے شک اللہ جانتا ہے ان کو (منافقوں کو جو اوروں کو جہاد سے روکتے ہیں اور اپنے رشتہ داروں سے کہتے ہیں ہماری طرف چلے آؤ اور لڑائی میں نہیں آتے مگر تھوڑے ۞ تمہاری مدد میں کمی کرتے ہیں پھر جب ڈر کا وقت آئے تم انہیں دیکھو گے تمہاری طرف یوں نظر کرتے ہیں کہ ان کی آنکھیں گھوم رہی ہیں۔ جیسے کسی پر موت چھائی ہو۔ پھر جب ڈر کا وقت نکل جائے۔ تمہیں طعنے دینے لگیں تیز زبانوں سے مال غنیمت کے لالچ میں (چنانچہ بعد فتح انہوں نے ایسا ہی کیا) یہ لوگ ایمان لائے ہی نہیں تو اللہ نے ان کے کام اکارت کر دیئے اور یہ اللہ کو آسان ہے" ۞[۱۹] احزاب۔

چنانچہ کفار نے ۱۵--۲۰ دن مسلمانوں کا محاصرہ جاری رکھا جو خندق کے اس جانب تھے مگر کچھ نہ بنا۔ آخر کفار نے تیر اندازی شروع کر دی جس سے مسلمان بہت گھبرائے تو اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور ان پر تیز ہوا بھیجی نہایت سرد اور اندھیری رات میں اس ہوا نے ان کے خیمے گرا دیئے۔ طنابیں توڑ دیں، کھونٹے اکھیڑ دیئے، ہنڈیاں الٹا دیں۔ آدمی زمین پر گرنے لگے۔ جانور بھاگ گئے اور اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھیجے جنہوں نے کفار کو لرزا دیا۔ ان کے دلوں میں دہشت ڈالی۔ اس طرح کفار مدینہ چھوڑ کر بھاگ گئے، مگر منافقوں کو ابھی تک ان کے بھاگنے کا یقین نہ تھا اور لوگوں سے خبریں پوچھتے چنانچہ ان کی کیفیت یوں بیان فرمائی:" وہ (منافق) سمجھ رہے ہیں کہ کافروں کے لشکر ابھی نہ گئے اور اگر لشکر دوبارہ آئیں تو ان کو خوشی ہوگی کہ کس طرح گاؤں میں نکل کر تمہاری خبریں پوچھتے اور اگر وہ تم میں رہتے جب بھی نہ لڑتے مگر تھوڑے۔ ۞ احزاب۔

فرمایا (یہ سلسلہ جنگ میں نے اس لئے رچایا) " تاکہ اللہ سچوں کو ان کے سچ کا صلہ دے اور منافقوں کو عذاب دے، اگر چاہے یا انہیں توبہ کی توفیق دے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۞ اور اللہ نے کافروں اور منافقوں کو ان کے دلوں کی جلن کے ساتھ پلٹایا کہ کچھ بھلا نہ پایا۔ اور اللہ نے مسلمانوں کو لڑائی کی کفایت فرما دی اور اللہ زبردست عزت والا ہے ۞[۲۵] احزاب

نوٹ: اس غزوہ میں آپ سے بہت سے معجزات کا ظہور ہوا۔ ملاحظہ ہو مدارج النبوت۔

غزوہ بنو قریظہ

جس روز غزوہ احزاب ختم ہوا اسی روز حضرت جبرائیل آمین خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اور میرے ساتھ بہت سے فرشتوں نے ابھی جنون سے ہتھیار نہیں اتارے آپ جلد یہود بنو قریظہ کے قلعہ کا محاصرہ کیجئے کیونکہ انہوں نے منافقین اور جلاوطن بنو نضیر کے سردار حُیَی بن اخطب جو بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسعد کے پاس ٹھہرا ہوا تھا کے اکسانے پر انہوں نے آپ کے ساتھ کئے ہوئے عہد و پیمان کو توڑ دیا ہے چنانچہ آپ تین ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوئے اور فرمایا کہ عصر کی نماز بنو قریظہ میں پہنچ کر پڑھیں، چنانچہ صحابہ کبار نے عشاء کے بعد عصر کی نماز ادا کی۔ اس غزوہ میں منافق بوجہ حسد و بغض مسلمانوں کے ساتھ شامل نہ ہوئے اور اس لئے بھی کہ ان کا یہودیوں کے ساتھ میل ملاپ تھا اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں برابر کے شریک تھے۔ بنو نضیر تو پہلے ہی جلاوطن کر دیئے گئے تھے کفار مکہ کو شکست پر شکست ہو رہی تھیں اور اب صرف بنو قریظہ ہی ان کے ہمنوا رہ گئے تھے۔ مگر ان کی عدم شرکت سے کوئی فرق نہ پڑا۔ یہ محاصرہ پندرہ روز جاری رہا۔ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے دل میں رعب ڈالا اور وہ قلعہ سے نیچے اتر آئے۔ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے کے مطابق ان کے مردوں کی گردنیں اڑا دی گئیں اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا گیا اور ان کے ساز و سامان اور اموال کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ ان مقتولین میں بنو نضیر کا سردار حُیَی بن اخطب اور بنو قریظہ کا سردار کعب بن اسعد بھی قتل کیا گیا۔

غزوہ حدیبیہ

یہ ذیقعدہ ۶ھ میں پیش آیا۔ اس میں منافقین اس لئے شامل نہ ہوئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محض عمرے کی نیت سے چودہ سو صحابہ کبار کے ہمراہ مدینہ منورہ سے نکلے تھے، کفار مکہ نے آپ کو حدیبیہ کے مقام پر روک لیا اور عمرہ نہ کرنے دیا۔ لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی، اور کفار مکہ اور مسلمانوں کے درمیان اس بات پر صلح ہو گئی کہ مسلمان اگلے سال عمرہ کر سکتے ہیں بغیر ہتھیار کے اور تین دن سے زیادہ مکہ میں نہیں رہ سکتے، اس موقع پر بیعتِ رضوان ہوئی اور

سورۃ فتح نازل ہوئی۔

غزوہ خیبر

یہ غزوہ جمادی الاوّل سنہ ۷ھ میں پیش آیا۔ عبداللہ بن ابی منافق نے ہمراہ جانے کی اجازت مانگی مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ اس سفر میں کوئی شخص اس غرض سے ہمارے ساتھ شامل نہ ہو جسے دنیاوی مال کی طمع ہو کیونکہ منافقین یا تو غنیمت کے لالچ سے غزوات میں شامل ہوتے یا سازشیں کرنے کو اور ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے خلاف یہود اہلِ خیبر سے حسبِ عادت ضرور ساز باز کرتے۔ مدارج النبوت میں یہ وجہ بھی بیان کی گئی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منافقوں کو اس غزوہ میں شریک ہونے سے منع فرمانے کا سبب یہ بھی تھا کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے مسلمانوں سے کثیر مغانم کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اور اس پر صراطِ مستقیم کی ہدایت مرتب ہوئی تھی۔ اس بنا پر اس غزوے کو منافقوں کی ناپاکی سے پاک رکھا۔ اور نہ چاہا کہ ان مغانم میں مخلص مسلمانوں کے ساتھ منافق بھی شریک ہوں۔ واللہ اعلم اس رنج میں رئیس المنافقین نے یہود خیبر کو کہلا بھیجا کہ محمد تمہارے استیصال کا ارادہ رکھتے ہیں۔ خبردار اپنے قلعوں میں داخل نہ ہونا بلکہ باہر نکل کر جنگ کرنا تمہارے پاس سامانِ جنگ اور خدام بہت ہیں۔ مسلمانوں نے دس بارہ روز تک ان کا محاصرہ کئے رکھا۔ آخر روز فرمایا کہ کل جھنڈا اسے عطا کروں گا جسے اللہ اور اس کا رسول دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اس کے ہاتھوں فتح عطا فرمائے گا۔ چنانچہ دوسرے روز حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہٗ کو علم عطا فرمایا اور دعا فرمائی۔ آپ نے قلعہ کا سینکڑوں من وزنی دروازہ اکھاڑ پھینکا اور لشکر قلعہ میں داخل ہو گیا اور کافی مزاحمت کے بعد قلعہ فتح ہو گیا۔ اسی غزوہ میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کو خیبر شکن کا لقب عطا ہوا اسی غزوہ میں بہت سا مال بطور غنیمت حاصل ہوا اور خیبر کے سردار حیی بن اخطب کی لڑکی صفیہ سے حضور کا نکاح ہوا اور حضرت علی المرتضیٰ کی عصر کی قضا نماز کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورج کو لوٹا کر پڑھائی۔ اس غزوہ میں کئی اہم واقعات اور معجزات کا ظہور ہوا۔ مدارج النبوت ملاحظہ ہو۔

سریہ موتہ

یہ سریہ ۸ ہجری میں پیش آیا۔ شرجیل بن عمر غسانی نے حضور کے قاصد حضرت حارث رضی اللہ عنہ

کو شہید کر دیا جو حضور علیہ السلام کا نامۂ مبارک حاکم بصرہ کے نام لے جا رہے تھے۔ چنانچہ حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین ہزار صحابہ کو حضرت زید بن حارثہ کی زیرِ قیادت روانہ فرمایا اور فرمایا
کہ اگر زید شہید ہو جائیں تو جھنڈا حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو دینا اگر وہ بھی شہید
ہو جائیں تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو، اس کے بعد جسے مسلمان چاہیں جھنڈا دے دیں۔ لڑائی
میں اسی ترتیب سے امیر شہید ہوتے گئے جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا ادھر
مدینہ منورہ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد نبوی میں صحابہ کبار سے فرما رہے ہیں۔ موتہ
کی جنگ میں حضرت زیدؓ شہید ہو گئے اور جھنڈا حضرت عبداللہؓ نے اُٹھایا۔ اب وہ بھی شہید
ہو گئے اور جھنڈا حضرت جعفرؓ نے لیا۔ اور وہ بھی شہید ہو گئے آپ یہ فرماتے جاتے تھے اور
آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور فرمایا اب جھنڈا حضرت خالد بن ولیدؓ نے لیا اور فتح ہوئی۔
اس سریہ میں بھی منافق شامل نہ ہوئے بلکہ جب لشکرِ اسلام فتحیاب ہو کر مدینہ منورہ
واپس لوٹا تو منافقین نے طعن و تشنیع شروع کر دی کہ تم بھاگ کر آئے ہو یہاں تک کہ گھبرائے
اہل موتہ گھروں میں بیٹھ گئے اور منافقین کی طعن تشنیع کی بنا پر وہ گھر سے باہر نہیں نکلتے تھے
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا حاشا یہ حضرات بھاگنے والوں میں نہیں ہیں بلکہ اہلِ کرار یعنی پلٹ پلٹ
کر حملہ کرنے والوں میں سے ہیں۔ اور دشمنوں کے ساتھ جنگ کر کے فتح حاصل
کرنے والے ہیں۔

فتحِ مکّہ

اسی سال ۸ ہجری میں ایک سبب فتح مکہ کا یہ بنا کہ صلح حدیبیہ میں ایک شرط یہ بھی تھی
کہ دونوں فریق ایک دوسرے کے حلیفوں کے ساتھ تعرض نہ کریں گے۔ ان دنوں بنی بکر قریش
کے حلیف تھے اور بنی خزاعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک دن بنی بکر کا ایک شخص سیدِ
دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہجو کر رہا تھا۔ قبیلہ خزاعہ کا ایک آدمی وہاں کھڑا تھا اس نے منع
کیا مگر وہ باز نہ آیا تو اس نے اس کا سر اور منہ توڑ دیا جس پر بنی بکر نے بنی خزاعہ کے ۲۰ آدمیوں
کو حرم میں لے جا کر قتل کر دیا۔ جبرائیل امین نے اسی رات اس واقعہ کی خبر دے دی۔ چنانچہ
آپ ۱۴ ہزار کا لشکر لے کر مکہ روانہ ہو گئے۔ مگر منافق شامل نہ ہوئے اس لئے کہ وہ لے تو

کفار سے ملے ہوئے تھے اور ان کی خیر خواہی چاہتے تھے اور اوپر سے مسلمانوں کے ساتھ میل ملاپ رکھتے مگر ان کے بدخواہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے کفارِ مکہ پر رعب طاری کیا اور بغیر جنگ لڑے آپ مکہ میں داخل ہو گئے تو سورۃ اذا جاء نصر اللہ نازل ہوئی۔ بیت اللہ کو بتوں سے پاک کر دیا گیا اور لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہوتے گئے۔ رحمۃ اللعالمین نے اس روز عام معافی کا اعلان کر دیا۔

غزوہ حنین

میں ایک منافق جاسوس کا کردار

(سن ۸) سال شوال ۸ھ میں یہ غزوہ ہوازن پیش آیا۔ فتح مکہ کے بعد تمام قبائل زمرۂ اطاعت اور انقیاد میں آ گئے۔ سوائے دو سرکش قبیلوں ہوازن و ثقیف کے انہوں نے حضور علیہ السلام کو کہلا بھیجا کہ مکہ والوں پر تو فتح حاصل کر لی کہ وہ جنگ اور حرب کے ماہر و دانا نہ تھے۔ اگر ہم سے جنگ ہوئی تو معلوم ہو جائے گا، جنگ کس کو کہتے ہیں۔ چنانچہ آپ ۱۲ ہزار مدنی اور ۲ ہزار طلقا و طلقاء کے ساتھ نکلے، ان میں فتح مکہ کے نو مسلم اور کچھ مشرک بھی حضور کی اجازت سے شامل ہو گئے تھے۔ ادھر سے چار ہزار کا لشکر آمنے سامنے ہوا۔ مسلمانوں کو اپنی کثرت تعداد کا فخر آیا۔ اور اُحد کی طرح ایک درہ کو چھوڑ دیا جسے نہ چھوڑنے کا حکم نبوی ہو چکا تھا۔ اسی غلطی کی وجہ سے پہلے تو مسلمانوں کو بہت نقصان اٹھانا پڑا مگر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے مسلمانوں کی مدد کی اور فتح بخشی جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں یوں ارشاد فرمایا ہے: "اور بے شک و شبہ حق تعالیٰ نے بہت سی جگہوں میں تمہاری مدد فرمائی اور حنین کے دن جبکہ تم نے اپنی کثرت پر گھمنڈ کیا تو تم کو کوئی چیز بے نیاز نہ کر سکی۔" نیز فرمایا "پھر حق تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر سکینہ اتارا اور وہ لشکر جو تم نے نہ دیکھے اور کافروں کو عذاب دیا اور منکروں کی یہی سزا ہے" التوبہ۔ اور حضور علیہ السلام نے کفار پر ریت کی مٹھی پھینکی، جس سے وہ اندھے ہو گئے اور فرمایا "آپ نے نہیں پھینکا جبکہ آپ نے پھینکا۔ لیکن اللہ نے پھینکا تاکہ مومنوں کو اسی بلاء حسن سے آزمائے بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے" الانفال۔ آخر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مال کثیر بطور غنیمت عطا فرمایا۔ اسی غزوہ میں چار مسلمان شہید ہوئے اور ستر کفار

واصل جہنم ہوئے باقی فرار ہوگئے۔

اس غزوہ میں چند منافق غنیمت حاصل کرنے کی غرض سے شامل ہوگئے تھے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نے پہلے ہی فرمادیا تھا کہ ان کا تمام مال واسباب انشاء اللہ ہمارا غنیمت میں ہوگا۔ مقام جعرانہ میں جب حضور علیہ السلام مال غنیمت تقسیم فرمارہے تھے۔ تو آپ نو مسلم اہل مکہ کو تالیف قلوب کے لئے زیادہ مرحمت فرماتے تھے۔ اس موقع پر صفوان بن امیہ جو ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا اور جنگ میں شریک تھا وہ گھاٹی کی طرف گھور گھور کر دیکھتا تھا جو بکریوں اور مویشیوں سے بھری تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیا یہ تجھے اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ اس نے کہا ہاں۔ تو آپ نے تمام کا تمام اسے مرحمت فرمایا۔ اس نے قبضہ میں لے کر نعرہ حق لگایا کہ خدا کی قسم کوئی شخص داد و دہش میں اتنی سخاوت نہیں رکھتا بجز حق تعالیٰ کے نبی کے۔ اس کے بعد وہ مسلمان ہوگئے اور مؤلف القلوب میں داخل ہوگئے۔

یہ سخاوت دیکھ کر ذوالخویصرہ نامی منافق جل بھن گیا اور کہنے لگا انصاف فرمائیے یارسول اللہ۔ آپ نے فرمایا تجھے خرابی ہو۔ میں نہ عدل کروں گا تو کون کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مجھے اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن ماردوں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اس کے اور بھی ہمراہی ہیں۔ کہ تم ان کی نمازوں کے سامنے اپنی نمازوں کو ان کے روزوں کے سامنے اپنے روزوں کو حقیر دیکھو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے اور ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے (حاشیہ صدرالافاضل زیر آیت ۵۸ سورۃ توبہ) "اور ان میں کوئی وہ ہے کہ صدقے بانٹنے میں تم پر طعن کرتا ہے تو اگر ان میں سے کچھ ملے تو راضی ہوجائیں اور نہ ملے تو جبھی وہ ناراض ہوں۔"

جب حضور علیہ السلام غنائم اور یہاں کے معاملات سے فارغ ہوگئے تو مدینہ طیبہ کی طرف مراجعت فرمانے کا عزم کیا۔ بدھ کی رات کو جب ماہ ذیقعدہ کی بارہ راتیں باقی تھیں جعرانہ کے مقام سے عمرہ کا احرام باندھا اور مکہ مکرمہ تشریف لائے اور عمرہ ادا کرکے واپس لوٹ گئے۔

غزوہ تبوک (عسرت) میں منافقین کا کردار

رجب ۹ھ میں یہ غزوہ پیش آیا جبکہ ہرقل شاہ روم نے تمام کفار کو مسلمانوں سے فیصلہ کن جنگ لڑنے کی دعوت دی۔ ادھر قحط سالی کا زمانہ تھا۔ اور کھجوروں کا فصل پکنے کو تیار تھا۔ اسی غزوہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آدھا مال اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار اونٹ سات سو گھوڑے بمعہ ساز و سامان اور ایک ہزار دینار نقد پیش کئے۔ جس پر فرمان نبوی ہوا "غفر اللہ لک یا عثمان ما اسررت وما اعلنت۔ اے عثمانؓ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے ہونیوالی خفیہ اور اعلانیہ غلطیاں بخش دیں۔" دولتمند منافقین نے اس غزوہ میں کوئی مدد نہ کی بلکہ شمولیت سے بھی معذوری ظاہر کی اور رخصت لے لی۔ اس غزوہ میں منافقین کا کردار مثالی رہا۔

چونکہ اس سفر میں محنت و مشقت اور سختیاں زیادہ تھیں، منافقین کی اس جماعت نے جن کو معذورین کہتے ہیں عذر ظاہر کئے تھے اور ایک جماعت نے بغیر عذر کے تخلف اختیار کیا اور بیٹھے رہے اور یہ دوسروں کو بھی ہوا کی سخت گرمی و مشقت وغیرہ سے خوف دلا کر روکتے رہے۔ ان کا تذکرہ سورۃ توبہ میں بیان ہوا۔ ان منافقوں میں ایک شخص جد بن قیس تھا۔ اس نے کہا "یا رسول اللہ مجھے مدینہ میں رہنے کی اجازت دیجئے۔" اور نامعقول عذر پیش کیا کہ میں عورتوں کا دلدادہ ہوں جب میں بنی الاصفر کی عورتوں کو دیکھوں گا تو مجھ سے صبر نہ ہو سکے گا اور میں فتنہ میں پڑ جاؤں گا۔ حضور علیہ السلام نے اجازت دے دی اور رخ انور اس کی طرف سے پھیر لیا تو یہ آیتہ نازل ہوئی "ان میں سے کوئی تم سے یوں عرض کرتا کہ مجھے رخصت دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالیئے، سن لو وہ فتنہ میں ہی پڑے اور بے شک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو" سورۃ توبہ آیت ۴۹۔

منافقوں کا ایک گروہ طمع غنیمت اور دنیاوی مال کے لالچ میں ہمراہ ہوا اور ان کی روانگی اور واپسی کے دوران حرکاتِ شنیعہ اور کلمات ناپسندیدہ وجود میں آئے۔ جس پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سخت ناگوار گزری۔ چنانچہ ثنیۃ الوداع سے عبداللہ

ابی سلول منافق اپنے حلیفوں اور ساتھیوں کے ساتھ لشکرِ اسلام سے باہر نکلا اور
ب کے مقابل علیحدہ ہوکر اُس نے پڑاؤ کیا اور کہا کہ محمّد بنی اصفر سے جنگ کرنے جا رہے
ں اور وہ یہ جانتے ہیں کہ ان سے جنگ کرنا آسان نہیں ہے۔ خدا کی قسم میں دیکھ رہا ہوں کہ
کے ساتھی واصحاب پابند طوق وسلاسل ہیں اور وہ اطراف واکناف عالم میں متفرق
گئے ہیں۔ جب ان منافقوں کے لوٹنے کی خبر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سمع ہمایوں
ں پہنچی تو فرمایا، اگر اس میں کچھ نیک ہوتا تو وہ ہم سے پیچھے نہ رہ جاتے اور فرمایا خدا کا
کر دو کہ شریروں سے نجات پاگئے۔ (مدارج النبوت)

خیر اس کا پیچھے رہ جانا مسلمانوں کے لئے اچھا ثابت ہوا مگر اس نے اپنی خبث باطنی کا
ظاہرہ کر ہی دیا۔ غزوہ اُحد کی طرح واپسی اس لئے کی کہ مسلمان بددل ہو جائیں گے اور ان کے
ں کمزور پڑ جائیں گے۔

مسجد ضرار

چونکہ اس غزوہ کے سَر کرنے کو دو اڑھائی ماہ صرف ہوئے۔ منافقین
تے اس دوران ابو عامر[1] نصرانی راہب کی کے کہنے پر مدینہ میں ایک مسجد تعمیر کرلی کہ ہم وہاں
بیٹھ کر مسلمانوں کے خلاف باہمی مشورہ کیا کریں گے۔ چنانچہ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و
لہ وسلم غزوہ سے بفتح وکامرانی واپس تشریف لائے تو فتح کی مبارک دینے شہر سے باہر نکلے
ور پیچھے رہ جانے کے عذر پیش کئے۔ نیز عرض کیا کہ حضور! ہم نے ایک مسجد آسانی کے لئے
بنادی ہے کہ جو لوگ بوڑھے ضعیف، کمزور ہیں وہ اس میں بفراغت نماز پڑھ لیا کریں آپ
س میں ایک نماز پڑھ دیجئے اور برکت کی دعا فرما دیجئے۔" چنانچہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو ایسا کرنے

---

[1] یہی ابو عامر حضور کی بعثت سے پہلے اہل مدینہ کو آپ کی تشریف آوری کی خوشخبری دیتا۔ جب آپ تشریف لے گئے
تو بوجہ حسد دشمن بن گیا۔ بدر کی فتح سے آپ کے خلاف اور بھی بغض بڑھا اور مدینے سے مکہ چلا گیا۔ وہاں سے
منافقوں کے ساتھ خط وکتابت کرتا۔ چنانچہ مسجد ضرار اسی کے کہنے پر تعمیر کی گئی۔

سے منع فرما دیا۔ اور فرمایا "اور وہ جنہوں نے مسجد بنائی نقصان پہنچانے اور کفر کے سبب اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو اور اس کے انتظار میں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کے مخالف ہے (یعنی ابو عامر راہب) اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے۔ ہم نے تو بھلائی چاہی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بیشک جھوٹے ہیں ۵ اس مسجد میں تم کبھی کھڑے نہ ہونا۔ بے شک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پرہیز گاری پر رکھی گئی ہے (مسجد قبا جس میں دو نفل پڑھنے سے عمرے کا ثواب ہوتا ہے) وہ اس قابل ہے کہ اس میں کھڑے ہو، اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں ۵ تو کیا جس نے اپنی بنیاد رکھی اللہ سے ڈر اور اس کی رضا پر وہ بھلا یا وہ جس نے اپنی نیو چنی ایک گراؤ گڑھے کے کنارے تو وہ اسے لے کر جہنم کی آگ میں ڈھے پڑا۔ اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا ۵ وہ تعمیر جو چنی ہمیشہ ان کے دلوں میں کھٹکتی رہے گی۔ مگر یہ کہ ان کے دل کے ٹکڑے ہو جائیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔ ۵"

(سورۃ التوبہ)

یہ تو تھا ان کا کردار، اب ان کا ظاہر و باطن، جیسے منافقین اور اسلام دشمن گروہوں کی نقاب کشائی ہوتی ہے۔

منافقین کی کہانی قرآن کی زبانی

(جب ان منافقین کو جہاد کا حکم دیا جاتا) تو کہتے ہم نے حکم مانا پھر جب تمہارے پاس سے نکل کر جاتے ہیں تو ان میں ایک گروہ جو یہ کہہ گیا تھا۔ اس کے خلاف رات کو منصوبے گانٹھتا ہے اور اللہ لکھ رکھتا ہے۔ ان کی رات کے منصوبے تو اے محبوب تم ان سے چشم پوشی فرماؤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ کافی ہے کام بنانے کو ۵ النساء غزوہ تبوک میں جو کچھ انہوں نے کیا سورۃ توبہ میں مفصل بیان ہوا ہے، ملاحظہ ہو۔ اور اب (منافق) اللہ کی قسم کھائیں گے کہ ہم سے بن پڑتا تو ضرور تمہارے ساتھ چلتے اور اپنی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ وہ بے شک جھوٹے ہیں ۵ اللہ تمہیں معاف فرمائے تم نے انہیں کیوں اذن دے دیا۔ جب تک نہ کھلے تھے سچے اور ظاہر نہ ہوئے تھے جھوٹے ۵ اور وہ جو اللہ اور قیامت

ایمان رکھتے ہیں تم سے چھٹی نہ مانگیں گے اس سے کہ اپنے مال و جان سے جہاد کریں، اور
اللہ خوب جانتا ہے پرہیزگاروں کو ۝ تم سے یہ چھٹی وہی مانگتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر
ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل شک میں پڑے ہیں تو وہ اپنے شک میں ڈانواں ڈول
ہیں ۝ انہیں نکلنا منظور ہوتا تو اس کا سامان کرتے مگر خدا ہی کو ان کا اٹھنا ناپسند
ہوا تو ان میں کاہلی بھر دی اور فرمایا گیا کہ بیٹھ رہو بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ ۝ اگر وہ
تم میں نکلتے تو ان سے سوا نقصان کے تمہیں کچھ نہ بڑھتا اور تم میں فتنہ ڈالنے کو تمہارے بیچ میں خرابیں
خرابیں) دوڑاتے اور تم میں ان کے جاسوس موجود ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو ۝
بے شک انہوں نے پہلے فتنہ چاہا تھا اور اے محبوب تمہارے لیے تدبیریں الٹی پلٹیں یہاں
تک کہ حق آیا (یعنی فتح آئی) اور اللہ کا حکم ظاہر ہوا اور انہیں ناگوار تھا ۝ اور ان میں کوئی
تم سے یوں عرض کرتا ہے کہ مجھے رخصت دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے سن لو وہ تو فتنہ ہی میں پڑے
اور بے شک جہنم گھیرے ہوئے ہیں کافروں کو ۝ اگر تمہیں بھلائی پہنچے تو انہیں برا لگے اور اگر
تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو کہیں ہم نے اپنا کام پہلے ہی ٹھیک کر لیا تھا اور خوشیاں مناتے
پھر جائیں ۝ تم فرماؤ ہمیں نہ پہنچے گا مگر جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دیا وہ ہمارا مولیٰ ہے اور مسلمانوں
کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے ۝ تم فرماؤ تم ہم پر کس چیز کا انتظار کرتے ہو مگر دو خوبیوں میں سے ایک
کا (فتح یا شہادت) اور ہم تم پر اس انتظار میں ہیں کہ اللہ تم پر عذاب ڈالے اپنے پاس سے یا ہمارے
ہاتھوں۔ تو اب راہ دیکھو ہم بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہے ہیں ۝ تم فرماؤ کہ دل سے خرچ کرو یا ناگواری
سے تم سے ہرگز قبول نہ ہوگا بے شک تم بے حکم لوگ ہو ۝ اور وہ جو خرچ کرتے ہیں اس کا قبول ہونا
بند نہ ہوا مگر اس لیے کہ وہ اللہ اور رسول سے منکر ہوئے اور نماز کو نہیں آتے مگر جی ہارے اور خرچ
نہیں کرتے مگر ناگواری سے ۝ تو تمہیں ان کے مال اور ان کی اولاد کا تعجب نہ آئے اللہ یہی چاہتا
ہے کہ دنیا کی زندگی میں ان چیزوں سے ان پر وبال ڈالے اور کفر ہی پر ان کا دم نکل جائے ۝
اور اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں اور تم میں سے ہیں نہیں، ہاں وہ لوگ ڈرتے
ہیں ۝ اگر پائیں کوئی پناہ یا غار یا سما جانے کی جگہ تو رسیاں تڑاتے ادھر پھر جائیں گے ۝ اور
ان میں کوئی وہ ہے کہ صدقے بانٹنے میں (ذوالخویصرہ) تم پر طعن کرتا ہے تو اگر ان میں سے کچھ

ملے تو راضی ہو جائیں اور نہ ملے تو جبھی وہ ناراض ہیں ۵۸ اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی
ہوتے جو اللہ اور رسول نے ان کو عطا فرمایا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے
فضل سے اور اللہ کا رسول۔ ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے ۵۹ سورۃ توبہ۔ اور تم میں کوئی
ہے (منافق) کہ ضرور دیر لگائے گا۔ پھر اگر تم پر کوئی افتاد پڑے تو کہے خدا کا مجھ پر احسان تھا کہ
میں ان کے ساتھ نہ تھا ۷۲ اور اگر تمہیں اللہ کا فضل ملے تو ضرور کہے گویا تم میں اس میں کوئی دوستی
نہ تھی۔ اے کاش میں ان کے ساتھ ہوتا تو بڑی مراد پاتا۔ ۷۳ النساء

اور ان میں کوئی وہ ہیں کہ ان غیب کی خبریں دینے والے کو ستاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ
تو کان ہیں (یعنی ہر ایک کی سن لیتے ہیں) تم فرماؤ تمہارے بھلے کے لئے کان ہیں اور اللہ پر ایمان
لاتے ہیں اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتے ہیں اور جو تم میں مسلمان ہیں ان کے واسطے رحمت
ہیں اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے ۶۱ (توبہ) تمہارے سامنے
(اے مومنو) اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ تمہیں راضی کر لیں اور اللہ و رسول کا حق زائد تھا کہ اسے راضی
کرتے اگر ایمان رکھتے تھے ۶۲ کیا انہیں خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ اور اس کے رسول کا
اس کے لئے جہنم کی آگ ہے کہ ہمیشہ اس میں رہے گا۔ یہی بڑی رسوائی ہے ۶۳ منافق ڈرتے ہیں کہ
ان پر کوئی سورۃ ایسی اترے جو ان کے دلوں کی چھپی بتا دے۔ تم فرماؤ ہنسے جاؤ۔ اللہ کو ضرور ظاہر
کرنا ہے جس کا تمہیں ڈر ہے ۶۴ اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی
کھیل میں تھے۔ تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو ۶۵ بہانے نہ بناؤ تم
کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔ اگر ہم تم میں سے کسی کو معاف کریں تو اوروں کو عذاب کریں گے اس لئے کہ
وہ مجرم تھے ۶۶ منافق مرد اور منافق عورتیں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں برائی کا حکم کریں اور
بھلائی سے منع کریں اور اپنی مٹھی بند رکھیں وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا۔ بیشک
منافق ہی پکے بے حکم ہیں ۶۷ اور اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو جہنم کی آگ
کا وعدہ دیا ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے۔ وہ انہیں بس ہے اور اللہ کی ان پر لعنت ہے اور ان کے
لئے قائم رہنے والا عذاب ہے ۶۸ جیسے وہ جو تم سے پہلے تھے تم سے زور میں بڑھ کر تھے اور ان
کے مال اور اولاد تم سے زیادہ تو وہ اپنا حصہ برت گئے تو تم نے اپنا حصہ برتا۔ جیسے اگلے اپنا حصہ
برت گئے اور تم بیہودگی میں پڑے جیسے وہ پڑے تھے ان کے عمل اکارت گئے۔ دنیا اور آخرت

اور وہی لوگ گھاٹے میں ہیں۔ ۶۹ (سورۃ توبہ)

اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی
کرو اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور کیا ہے بُری جگہ پلٹنے کی ۷۳ اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں
نے نہ کہا اور بے شک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آکر کافر ہوگئے اور وہ
چاہا تھا جو انہیں نہ ملا اور انہیں کیا بُرا لگا یہی نا کہ اللہ اور رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا
تو اگر وہ توبہ کریں تو ان کا بھلا ہے اور اگر منہ پھیریں تو اللہ سخت عذاب کرے گا دنیا اور
آخرت میں اور زمین میں کوئی نہ ان کا حمایتی ہوگا نہ مددگار ۷۴ اور ان میں کوئی وہ ہیں جنہوں
نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور
ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے ۷۵ تو جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا۔ اس میں بخل
کرنے لگے اور منہ پھیر کر پلٹ گئے۔ ۷۶ تو اس کے پیچھے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق
رکھ دیا۔ اس دن تک اس سے ملیں گے بدلہ اس کا کہ انہوں نے اللہ سے وعدہ جھوٹا کیا
اور بدلہ اس کا جھوٹ بولتے تھے۔ ۷۷ کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ ان کے دل کی چھپی اور ان کی سرگوشی
کو جانتا ہے اور یہ کہ اللہ سب غیبوں کا بہت جاننے والا ہے۔ ۷۸ وہ جو عیب لگاتے ہیں
ان مسلمانوں کو کہ دل سے خیرات کرتے ہیں (غزوہ تبوک میں جیسے حضرت صدیق اکبر فاروق اعظم
اور عثمان غنی جنہوں نے بہت زیادہ حصہ لیا) اور ان کو جو نہیں پاتے مگر اپنی محنت سے (جیسے
ابو عقیل انصاری جو رات بھر پانی کھینچ کر ۲ صاع کھجوریں مزدوری کی لائے) تو ان سے (منافقین)
ہنستے ہیں (مالداروں کے صدقے کو ریا کہتے اور غریب کے صدقے کو حقیر سمجھتے ہیں) اللہ ان کی ہنسی کی سزا
دے گا۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ۷۹ تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اگر تم ستر بار ان کی معافی
چاہو گے تو اللہ ہرگز نہیں بخشے گا۔ یہ اس لئے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہوئے اور
اللہ فاسقوں (منافقوں) کو راہ نہیں دیتا ۸۰ پیچھے رہ جانے والے اس پر خوش ہوگئے کہ وہ رسول
کے پیچھے بیٹھ رہے اور انہیں گوارا نہ ہوا کہ اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں لڑیں اور بولے
اس گرمی میں نہ نکلو۔ تم فرماؤ جہنم کی آگ سب سے سخت گرم ہے کسی طرح انہیں سمجھ ہوتی ۸۱
تو انہیں چاہیے کہ تھوڑا ہنسیں اور بہت روئیں بدلہ اس کا جو کماتے تھے ۸۲ پھر اے محبوب

اگر اللہ تمہیں ان میں سے کسی گروہ کی طرف واپس لے جائے اور وہ تم سے جہاد کو نکلنے کی اجازت مانگے تو تم فرما دو کہ تم کبھی میرے ساتھ نہ چلو اور ہرگز میرے ساتھ کسی دشمن سے نہ لڑو تم نے پہلی دفعہ بیٹھ رہنا پسند کیا تو بیٹھ رہو پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ اور ان میں سے کسی کی میت پر نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا بے شک اللہ اور رسول سے منکر ہوئے اور فسق (نفاق) ہی میں مر گئے ۞ اور ان کے مال یا اولاد پر تعجب نہ کرنا اللہ یہی چاہتا ہے کہ اسے دنیا میں ان پر وبال کرے اور کفر ہی پر ان کا دم نکل جائے ۞ اور جب کوئی سورت اترے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ہمراہ جہاد کرو تو ان کے مقدور والے تم سے رخصت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں چھوڑ دیجئے کہ بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ ہولیں ۞ انہیں یہی پسند آیا کہ پیچھے رہ جانے والی عورتوں کے ساتھ ہو جائیں اور ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی تو وہ کچھ نہیں سمجھتے ۞

مواخذہ تو ان سے ہے جو تم سے رخصت مانگتے ہیں اور وہ دولتمند ہیں اور انہیں پسند آیا کہ عورتوں کے ساتھ پیچھے بیٹھ رہیں اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی تو وہ کچھ نہیں جانتے ۞ تم سے بہانے بنائیں گے جب تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے تو تم فرمانا بہانے نہ بناؤ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ کریں گے اللہ نے ہمیں تمہاری خبریں دے دی ہیں اور اب اللہ و رسول تمہارے کام دیکھیں گے پھر اس کی طرف پلٹ کر جاؤ گے جو چھپے اور ظاہر سب کو جانتا ہے وہ تمہیں جتا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے ۞ اب تمہارے آگے اللہ کی قسم کھائیں گے جب تم ان کی طرف پلٹ کر جاؤ گے اس لئے کہ تم ان کے خیال میں نہ پڑو تو ہاں تم ان کا خیال چھوڑ دو وہ تو نرے پلید ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے بدلہ اس کا جو کماتے تھے ۞ تمہارے آگے قسمیں کھاتے ہیں کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ تو اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ تو بے شک اللہ تو ان فاسقوں (منافقوں) سے راضی نہ ہوگا ۞ سورۃ توبہ

نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکین کی بخشش چاہیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں جبکہ انہیں کھل چکا کہ وہ دوزخی ہیں ۞ اور جن کے دلوں میں آزار ہے انہیں اور پلیدی پر پلیدی بڑھائی اور وہ کفر ہی پر مر گئے ۞ کیا انہیں نہیں سوجھتا کہ ہر سال ایک یا دو دفعہ آزمائے جاتے ہیں پھر نہ توبہ کرتے ہیں نہ نصیحت مانتے ہیں ۞ اور جب کوئی سورت اترتی ہے ان میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگتا ہے کہ کوئی تمہیں دیکھتا تو نہیں پھر پلٹ جاتے ہیں اللہ نے ان کے دل پلٹ دیئے کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں ۞ توبہ

قارئین کرام! آپ نے منافقین کا کردار جو انہوں نے غزوات میں ادا کیا اور وہ کردار جو انہوں نے اسلام دشمنی کے لئے ادا کیا پڑھا اور ان کے متعلق ارشادات ربانی بھی پڑھے اور ان کے اس نفاق

کا بدلہ جو اس دنیا میں انہیں ملا اور جو قیامت میں ملے گا (کہ وہ جہنم کے سب سے نچلے گڑھے میں ہوں گے) پڑھا۔ اور ان سے میل ملاپ اور راہ و رسم رکھنے کی مخالفت بھی آپ نے پڑھی اور قیامت تک ہونے والے منافقین کی نشانی بھی پڑھی کہ وہ دورخی پالیسی رکھتے ہیں۔ اور قرآن حکیم نے ان کو خوب رسوا کیا۔ یہ سب کچھ اس لئے کہ مسلمانوں کو اور اسلام کو جس قدر نقصان منافقوں کے ہاتھوں پہنچا کفار مکہ سے بھی نہ پہنچا۔

رئیس المنافقین کی موت

اور یہ غزوہ تبوک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آخری غزوہ تھا اور رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کا بھی آخری کردار تھا اس کے دو ماہ بعد شوال ۹ھ میں مرض قلبی میں بیمار ہوا اور ذیقعدہ میں مرکز اسفل السافلین میں جا پہنچا اس کا لڑکا انتہائی مخلص (اس کا نام بھی عبداللہ تھا) و صادق مسلمان تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ کا جانثار تھا۔ اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ اگر آپ اپنی قمیص مبارک بطور تبرک عطا فرمادیں اور نماز جنازہ بھی پڑھادیں تو مجھ پر احسان ہوگا۔ چونکہ بدر کے موقع پر ابن ابی نے اپنی قمیص حضور علیہ السلام کے فرمان پر آپ کے چچا حضرت عباس کو دے دی تھی اس لئے آپ نے اس کا بدلہ چکانے کے لئے دے دی اور فرمایا میرا تبرک اور میری نماز جنازہ مومن کو فائدہ دیتی ہے کافر و منافق کو نہیں البتہ تیری دلداری کے لئے نماز جنازہ بھی پڑھادوں گا۔ اس وقت تک منافق کی نماز جنازہ کی ممانعت نہیں ہوئی تھی۔ حسب وعدہ حضور علیہ السلام اس کی نماز جنازہ کے لئے بڑھے تو جبرئیل امین حاضر خدمت اقدس ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا کہ "آپ ان منافقوں کی کسی ایک کی بھی نماز جنازہ نہ پڑھائیں کبھی بھی۔ اور نہ ہی ان کی قبروں پہ (دعا کے لئے) کھڑے ہونا یہ اس لئے کہ یہ خدا اور رسول کے منکر ہوئے اور فسق (نفاق) پہ مر گئے"۔ (توبہ)

منقول ہے کہ ابن ابی کی موت کے دن منافقوں نے جب دیکھا کہ ان کا پیشوا آخر کار حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ اور دعا کا محتاج دنیا رہا ہے اور آپ کی جانب سے اس کے بارے میں الطاف و اکرام کا مشاہدہ کیا تو ایک ہزار منافقین نے آکر توبہ کی اور صدق و اخلاص

جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کی دعائے مغفرت کے لئے ارادہ کیا تو فرمان باری تعالیٰ ہوا "آپ اس (۹ ق الحج صفر ۲)

مسلمان ہو گئے (مدارج النبوت صہ ۶۳۶)

منافق کافر سے کیوں بدتر ہے

یہ سب کچھ پڑھنے کے بعد خیال پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کون سی بات تھی جس کی وجہ سے ان منافقوں کو کافروں سے بھی بدتر خیال کیا گیا اور ان کا ٹھکانہ جہنم میں کافروں سے بھی نیچے اور ان کا عذاب سخت ترین اور ہمیشہ رہنے والا قرار پایا۔ سیدھا سا جواب ہے کہ منافقین کفار سے اس لئے بُرے ہیں کہ کفار مسلمانوں کی علم کھلا مخالفت کرتے اور یہ ظاہری طور پر کلمہ پڑھتے۔ نماز روزہ کرتے اور زکوٰۃ بھی ادا کرتے مگر دل سے مسلمانوں کے درپے آزار تھے اور اسلام کے خلاف کفار و یہود کے ساتھ مل کر سازشیں کرتے اور کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے جس میں مسلمانوں کو نقصان ہوتا نظر آئے لطف یہ کہ جب مسلمان ان سے کہتے کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو کیا تم اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں لاتے تو کہتے ہیں "ہم اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر مگر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے" یہ ہرگز مومن نہیں" (سورۃ البقرہ آیۃ ۸) اور جب ان سے اللہ کا رسول کہتا ہے کہ کیا تم مجھے اللہ کا رسولؐ نہیں مانتے تو کہتے ہیں" کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ بے شک اللہ کے رسولؐ ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ تم اللہ کے رسولؐ ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں" (سورۃ منافقون آیتہ ۱) بلکہ اپنے کو ایماندار ظاہر کرنے پر قسمیں کھاتے ہیں دوسری طرف لوگوں کو جہاد سے اور سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان لانے سے طرح طرح کے دھوکے اور شبہے ڈال کر اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے اس نفاق پر سے یوں پردہ اٹھایا ہے۔" اور انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا۔ تو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں بیشک وہ بہت بُرے کام کرتے ہیں ۲ (کہ بمقابلہ ایمان کے کفر اختیار کرتے ہیں) یہ اس لئے کہ وہ زبان سے ایمان لائے پھر دل سے کافر ہوئے تو ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی تو اب وہ کچھ نہیں سمجھتے ۳ (سورت منافقون) ان منافقوں سے جب کہا جاتا ہے کہ تم کفار و یہود سے مل کر مسلمانوں کے

(بقیہ حاشیہ)

کی معافی چاہو یا نہ چاہو اگر تم ستر بار اس کی معافی چاہو گے تو اللہ ہرگز نہیں نہیں بخشے گا یہ اس لئے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے منکر ہوئے اور اللہ فاسقوں (منافقوں) کو راہ نہیں دیتا ۃ (توبہ) اس پر نبی کریم رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اگر مجھے اس کی مغفرت کی امید ہوتی تو میں ۷۰ دفعہ اس سے زائد استغفار کرتا یہ تھا رحمۃ اللعالمین کا الطاف و کرم

لاف سازشیں کر کے) فساد نہ کرو تو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں ۵ سنتا ہے! وہی فسادی ہیں مگر انہیں شعور نہیں ۵ (البقرہ)

ان منافقوں میں سے عبداللہ بن ابی کی یہ خاص ڈیوٹی تھی کہ مسلمانوں کی راز کی باتیں یہود کو بتانا اور اپنی خبث باطنی کی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مسلمانوں کو گالیاں دینا۔ ایک روز محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دولت اقدس پر تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا! ابھی ایک آدمی آئے گا جس کا دل نہایت سخت اور شیطان کی آنکھوں سے دیکھتا ہے، تھوڑی ہی دیر بعد یہ آیا اس کی آنکھیں نیلی تھیں۔ آپ نے اس سے فرمایا! تو اور تیرے ساتھی کیوں ہمیں گالیاں دیتے ہو؟ وہ قسم کھا گیا کہ ایسا نہیں کرتا اور اپنے یاروں کو لے آیا، انہوں نے بھی قسمیں کھائیں کہ ہم نے آپ کو گالیاں نہیں دیں۔ جس پر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی" کیا تم نے انہیں نہیں دیکھا جو ایسوں کے دوست ہوئے جن پر اللہ کا غضب (یہودی) ہے وہ نہ تو تم میں سے نہ ان میں سے وہ دانستہ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں ۵ اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے بے شک وہ بہت ہی برے کام کرتے ہیں ۵ (المجادلہ) تو اللہ تعالےٰ نے قیامت تک آنے والے منافقوں کی ایک نشانی یہ بیان فرمائی۔" اور جب ایمان والوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو یوں ہی ہنسی کرتے تھے۔ ۵ (البقرہ)

نفاق کے کئی چہرے

چنانچہ اللہ تعالےٰ نے ان تمام اسلام دشمن جماعتوں کو شیطانی گروہ کا خطاب عطا فرمایا، جو ہمیشہ خسارے میں رہیں گے۔" الا ان حزب الشیطان ھم الخاسرون ۵ ۱۹۔ المجادلہ حزب شیطان کبھی شرک کی شکل میں آیا، کبھی کفر اور کبھی نفاق کی شکل میں۔ ان سب میں سے نفاق سب سے زیادہ خطرناک ہے اس کے ہاتھوں اسلام اور مسلمانوں کو بہت نقصان اٹھانا پڑا۔ جب یہ سیاست میں آیا تو اسی کے ہاتھوں مملکتِ اسلامیہ کو نقصان ہوا اور جب دین میں آیا تو کئی نام اور بہروپ کے ساتھ آیا۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اس کا نام نفاق تھا۔ شہادت امیر المومنین حضرت عثمان ذو النورین پر اس کا نام باغی تھا اور خلافت امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ کے خلاف خوارج

کا نام رکھ کر برسر پیکار آیا۔ اسی طرح اپنے اپنے ادوار میں ازارقہ، اباضیہ، ثعلبیہ، حازمیہ، خلفیہ، کوزیہ، شمراقیہ وغیرہ نام رکھوائے اور آج کل اس نے نیچری، اہل قرآن اور وہابیت کا روپ دھارا اور پھر ان میں سے وہابیت کئی رنگوں ناموں اور روپ میں لوگوں کو گمراہ کر رہی ہے۔ آئیے اس نفاق کے چند بہروپ حدیث پاک کی روشنی میں ملاحظہ کیجئے۔

چونکہ نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منافقوں کے ہاتھوں سخت مصیبتیں اٹھانی پڑیں اور آپ کو بعطاء الٰہی معلوم تھا کہ ان کی ذریت سے اسلام اور مسلمانوں کو قیامت تک زک پہنچتی رہے گی۔ اس لئے آپ نے ان کے تمام بہروپ اور حلیے بیان فرما دیئے تاکہ مسلمان ان سے ہوشیار رہیں اور اپنے ایمان کو برباد نہ کر بیٹھیں۔ واضح ہو کہ نفاق کا پہلا بہروپ خوارج ہے۔

خوارج کا حلیہ

مشکوٰۃ شریف، باب المعجزات کی حدیث نمبر ۲۵ ملاحظہ ہو۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم بمقام جعرانہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ غزوہ حنین کا مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ آپ کی خدمت میں قبیلہ بنو تمیم کا ایک شخص جس کا نام ذوالخویصرہ تھا حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! عدل و انصاف سے کام کیجئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، افسوس ہے تجھ پر میں انصاف نہ کروں تو کون کرے گا، بے شک تو نا امید اور ٹوٹے میں رہا اگر میں انصاف نہ کروں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ آپ نے فرمایا اس کو اس حال میں چھوڑ دو، اس لئے کہ اس شخص کے کچھ لوگ تابعدار ہوں گے اور تم ان کی نمازوں سے اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں سے اپنے روزوں کو حقیر سمجھو گے، اس لئے وہ لوگ ریاکار اور طالب شہرت ہوں گے اور دکھانے کے لئے اچھی طرح نمازیں پڑھیں گے اور روزے رکھیں گے، یہ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ اور یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکاری کے ہاتھ سے چھوٹ کر شکار میں سے گزر جاتا ہے جب تیر شکار کے جسم سے گزر جائے اور باہر آ جائے تو اس کے پیکان سے پر تک صاف ہوتا ہے اور کوئی چیز اس کے کسی حصہ میں لگی نظر نہیں آتی۔

حالانکہ وہ نجاست اور خون میں سے نکل کر آتا ہے۔ اور اس شخص کے بعض تابعداروں کی علامت یہ ہے کہ وہ سیاہ رنگ کا آدمی ہوگا، جس کے ایک بازو میں عورت کے پستان کی مانند اُبھرا ہوا گوشت یا گوشت کا ایک ٹکڑا ہوگا جو ہلتا ہوگا اور یہ لوگ (یعنی ذو الخویصرہؓ کے ہمنوا و اتباع) لوگوں کے ایک بہترین فرقہ کے خلاف بغاوت کریں گے۔ ابو سعید خدریؓ کا بیان ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حدیث میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی اور پھر میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان لوگوں (خوارج) کی ایک جماعت لڑی اور میں اس جنگ میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھا۔ جب حضرت علیؓ نے فتح پائی تو اس شخص کو تلاش کرنے کا حکم دیا گیا جس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ چنانچہ نعشوں میں کوشش کر کے اس کی نعش کو لایا گیا، میں نے اس کو دیکھا اس کی جو صفت آپ نے بیان فرمائی تھی اُس میں موجود تھی۔

اور ایک اور موقع پر ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جس کی آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں، پیشانی بلند تھی، گنجان داڑھی تھی، رخسارے اُٹھے ہوئے تھے اور سر منڈا ہوا تھا۔ بخاری میں یہ بھی ہے کہ تہبند اُٹھائے ہوئے تھا۔ اور آپ سے عرض کیا "اے محمدؐ! خدا سے ڈرو اور اس کی اطاعت کرو۔" آپ نے فرمایا اگر میں ہی خدا کی نافرمانی کروں گا تو کون اطاعت کرے گا اور تو مجھ کو اطاعت گزاری کا سبق دیتا ہے۔ خدا مجھ کو امین جانتا ہے اور زمین کے لوگوں میں امین ہوں، تو مجھ کو امین نہیں جانتا اور مجھ پر اعتماد نہیں کرتا۔ ایک شخص (حضرت علیؓ) نے آپ سے پوچھا کیا اسے قتل کر دیا جائے۔ آپ نے منع فرمایا، پھر جب وہ شخص چلا گیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اس شخص کی اصل سے ایک قوم (اسی قبیلے کی) پیدا ہوگی جو قرآن کو پڑھے گی اور قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ جائے گا۔ یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکاری کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ پھر یہ لوگ (یعنی خارجی) مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں گے۔ اگر میں ان لوگوں کو پاؤں تو ان کو اس طرح ہلاک کروں جس طرح عاد ہلاک کئے گئے۔ (بحوالہ صحیحین)

امام ابن تیمیہ نے اپنی کتاب "الرد علی الاخنائی ص۲۰۹" میں خوارج کے متعلق چند ایک احادیث نقل کر کے لکھا ہے "خوارج کی تکفیر اور ان کے خلاف محرکاتِ جہاد کی حدیثیں بکثرت موجود ہیں، ان کا عظیم گناہ یہ ہے کہ وہ ملت اسلامیہ کو کافر گردانتے ہیں، ان کی عزت، ناموس کو گرانا ان

کی جائیدادوں کو تلف کرنا بلکہ ان کے خون تک کو گرانا مستحسن اور لائق ستائش گردانتے ہیں۔
صفحہ ۱۰۴ خوارج اور روافض بظاہر قرآن پاک اور اسلامی تعلیمات کا سہارا لیتے ہیں۔ لیکن بباطن الحاد اور بددینی پھیلاتے ہیں کمربستہ ہیں، سنت رسولؐ اور اہلسنت کے ساتھ مخالفت کے پیش نظر خدا کے باغیوں اور نافرمانوں کے ساتھ میل جول رکھتے ہیں۔ صـ۱۲۲ خوارج اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ برسرپیکار ہیں۔ یہ لوگ جس طرح حضرت علیؓ اور اس کے رفقاء کے خلاف نبردآزما تھے اسی طرح حضرت معاویہ اور اس کے ساتھیوں کے خلاف بھی جنگیں لڑتے رہے ان کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، مسلمانوں میں افتراق کے وقت ایک نئی جماعت خروج کریگی جن کو دو جماعتوں میں سے اقرب الی الحق جماعت قتل کرے گی۔ چنانچہ آپ کی پیشین گوئی کے مطابق ان کو حضرت علیؓ اور ان کے ساتھیوں نے قتل کیا۔ جبکہ تعجب انگیز نعرہ وہ نعرہ ہے جو خوارج لگاتے تھے (لاحکم الا اللہ) عقائد علماء دیوبند مصنفہ مولوی خلیل احمد صـ۲۲ ہمارے نزدیک اس کا (خوارج کا) وہی حکم ہے جو صاحبِ درِ مختار نے فرمایا ہے کہ خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام (علیؓ) پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے۔ اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال سمجھتے ہیں اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں۔ آگے فرماتے ہیں ان کا حکم باغیوں کا ہے۔" (یہی کچھ محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے متبعین نے اہل حرمین سے کیا جب وہ حملہ آور ہوئے)

یہی خارجی جنگ جمل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جانب سے حضرت امیر معاویہؓ کے خلاف لڑتے رہے اور جنگ صفین میں جب فریقین کے درمیان برائے تصفیہ حاکم مقرر کرنا طے پایا تو یہ سب آپ سے یہ کہہ کر علیحدہ ہو گئے کہ لاحکم الا اللہ کہ حاکم اللہ کے سوا کوئی نہیں۔ انہوں نے یہ چال اس

علہ لاحکم الا اللہ کے نعرے پر وہ لوگ تاریخی زبان میں خارجی کے نام سے مشخص ہوئے۔ صحیح مسلم میں خوارج کا جو حلیہ بیان کیا گیا ہے یعنی گھنی داڑھیوں، بلند رخساروں، دھنسی ہوئی آنکھوں، ابھری ہوئی پیشانیوں منڈھے ہوئے سروں والے ...... ان میں اکثر ایسے ہی حلیہ والوں کی تھی اور بے حساب نمازیں پڑھنے والے ہمیشہ روزہ رکھنے والے خوش الحان قاری، مشمیر الازار (تہ بند اونچے باندھنے والے) غرضیکہ بزعم خویش وہ لوگ اپنے آپ کو پکا مسلمان سمجھتے تھے۔ اشعۃ اللمعات ج ۳ صـ۵۶ کے حاشیہ میں رقوم ہے کہ یہ حلیہ شرارت و جہالت اور قساوت قلب پر دلالت کرتا ہے اور سارے خارجی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ حضور صادق المصدوق نے یہ بھی فرمایا کہ یہ لوگ قرآن آسانی سے پڑھ لیں گے۔ کثرت سے حافظ قرآن

لئے چلی کہ وہ منافق تھے اسلام دشمن تھے اور فریقین کے درمیان صلح نہیں چاہتے تھے۔ بلکہ حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ سے کہا (نقل کفر کفر نہ باشد) تم مرتد ہو گئے ہو توبہ کر کے دوبارہ کلمہ پڑھو، چنانچہ نہروان کی جنگ میں جو حضرت علی المرتضٰیؓ نے ان کے خلاف لڑی تھی چھ ہزار خارجی واصل جہنم ہوئے صرف نو باقی بچے جن کی ذریت آج تک کئی بہروپ میں موجود ہے۔ نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان خوارج کی ایک یہ نشانی بھی بیان فرمائی کہ وہ مجھ سے اور حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ سے اور میری اولاد سے بغض رکھیں گے اور فرمایا کہ خوارج جہنم کے کتے ہیں۔

موجودہ زمانے کے خوارج

شروع ہی سے ان خوارج کا سادات کرام کے ساتھ یہی وطیرہ بغض چلا آرہا ہے بلکہ آج کل تو یہ گروہ بہت ہی سرگرم عمل ہے۔ کراچی میں محمود عباسی نے "خلافت معاویہ و یزید" کتاب لکھ کر اپنی خارجیت کا کھلم کھلا ثبوت دیا ہے اور لاہور میں اس کے روحانی بیٹے محمد دین بٹ نے "رشید ابن رشید" نامی کتاب لکھ کر اور اس پر ۲۳ علماء نے تقاریظ لکھ کر اپنی خبث باطنی کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ اسی طرح جہلم میں حکیم فیض عالم صدیقی نے "صدیقہ کائنات" اور کراچی میں مولوی محمد عظیم نے "حیات سیدنا یزید" لکھ کر اپنے خارجی ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ واضح رہے کہ یہ تمام کتابیں حکومت پاکستان نے ضبط کر لی ہیں اور یہی ضبطی کتب ہی ان کے بدمذہب ہونے کا کافی ثبوت ہے ان خوارج کی کتابوں کے کئی ایک جواب بھی لکھے گئے ہیں اور ان میں ان کے بدعقائد بھی بیان کئے گئے ہیں۔ چلتے چلتے ان کے عقائد پر کچھ تبصرے بھی ملاحظہ ہوں:

خوارج کے عقائد

کتاب خارجیت کا جدید ایڈیشن کے صفحہ ۵۶ کا اقتباس: "آج خوارج تاریخ و تحقیق کے نام پر سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے دشمنی اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اہل بیعت کے خلاف جارحانہ رویہ اختیار کئے ہوئے اپنی خارجی ذہنیت کا مکروہ مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اور خود نبی آخرالزماں پر برملا یہ الزام لگاتے ہیں کہ نبی نے اپنے گھرانے میں کسی کو خلافت کسی کو جنت میں عورتوں کی سرداری اور اپنے نواسوں کو جنت ... میں نوجوانوں کی سرداری دے کر

مسلمانوں کی حق تلفی کی ہے اور ان کا یہ الزام ان کے فرقہ کے بانی ذوالخویصرہ تمیمی کے اس بدترین اور گستاخانہ اعتراض کا دوسرا نام ہے جو اس بدبخت نے نبی پاک کو کہا تھا کہ یارسول اللہ عدل فرمایئے مسلمان اہلسنت وجماعت اب تو آنکھیں کھولیں اور خارجیوں کا محاسبہ کریں ۔ ۱۔ یہ گروہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو موث قرار دیتا ہے ۔ ۲۔ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ راشد بھی تسلیم نہیں کرتا ۔ ۳۔ سیدنا علیؓ کو نعوذ باللہ صحابہ کا قاتل قرار دیتا ہے ۔ ۴۔ سیدنا حضرت علیؓ کی شان میں جو احادیث مقدس ہیں ان سب کا انکار کرتا ہے ۔ ۵۔ نوجوانان جنت کے سردار سیدنا حضرت امام حسینؓ کو صحابی رسولؐ نہیں مانتا بلکہ ان کو دنیادار ، اقتدار پرست ، حریص ، اور نعوذ باللہ باغی قرار دیتا ہے ۔ ۶۔ اہل بیت کی شان میں آیت تطہیر کو تاویلوں سے جھٹلاتا ہے ۔ اور جمہور علماء اور اجماع امت کے خلاف عقائد رکھتا ہے ۔ ۷۔ یزید پلید کو امیر المومنین خلیفہ راشد رضی اللہ عنہ اور رحمتہ اللہ کہتا ہے (اور پیدائشی جنتی بھی) اہل بیت اور صحابہ کرام اور سادات دشمنی کے علاوہ اجماع امت اور مشاہیر امت کے خلاف وہ زبان درازی کرتا ہے ۔ ۹۔ سلسلہ ہائے طریقت یعنی سلسلہ عالیہ قادریہ ، چشتیہ ، سہروردیہ اور نقشبندیہ کو اہل تشیع کی ایجاد قرار دیتا ہے اور طریقت کے اکابر کو سبائی قرار دیتا ہے ۔"

صدا " خارجی گروہ کہتا ہے کہ اسلام میں مساوات ہے اور سب برابر ہیں ۔ خاندان ،

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹

ہیں جنہوں نے رشید ابن رشید پر تقاریظ لکھی ہیں ۔ اور جب ان خوارج نے ان کے اکابر پر سبائی ذہنیت کا الزام لگایا تو یہ کھل کر ان کے مدمقابل آگئے جیسا کہ خارجیت کا جدید ایڈیشن کے صفحہ ۲ پر لکھا ہے " عام طور پر یہ گروہ اپنے پوشیدہ راز اور عقیدے کو ظاہر نہیں کرتا ، بلکہ کھلم کھلا علانیہ طور پر خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ، مجدد الف ثانیؒ ، شاہ ولی اللہ ، شاہ عبدالعزیز ، مولانا قاسم نانوتوی ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید احمد مدنی مولانا محمد طیب ، اور سابقہ مشاہیر اسلام کے خلاف سبائیت زدہ ذہن کا پراگندہ کر کے اپنی خود ساختہ تحقیق و تاریخ کو پیش کر کے مسلمانوں کو خصوصاً نئی نسل کے قعر مذلت میں دھکیل رہے ہیں مسلمانان اہلسنت وجماعت کو اس گروہ نامراد کے شر سے باخبر اور ہوشیار رہنا چاہیئے ۔

سب و نسب اور رشتہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے مگر یزید کے بارے میں یہ ساری باتیں وہ لوگوں کو
مجبور اور کراتے ہیں۔" (حالانکہ یزید کے متعلق علماء اہلسنت نے "تین فتوے دیئے ہیں۔ کافر، لعین
فاجر و فاسق۔ صد ۱۷،۲۰

صد ۴۷ "افسوس ہے کہ (موجودہ خوارج) قاتلان حسینؓ اور دشمنان صحابہ اور اہل بیت کے
لوگوں کی وکالت کرتے کرتے ان مجرموں سے بھی بازی لے گئے۔ اور یزید، ابن زیاد، شمر، ابن سعد
کو عظیم رہنما اور غازی کہنے والے یہ حامیان یزید سیدنا حضرت علی رضی اللہ کی خلافت پر تنقیص
تعریض کرتے ہیں۔ اس طرح ان مجرم کی حمایت کرتے ہیں۔"

صد ۴۹ "(موجودہ خارجی) تو سیدنا امام حسینؓ و سیدنا حضرت علیؓ کو صحیح معنوں میں عام مسلمان
بھی نہیں سمجھتے بلکہ ان کی کتابوں میں اور ذہنوں میں خاندان اہل بیت اور خلیفہ چہارم کی دشمنی رگ رگ میں
بھری ہوئی ہے۔" (الحرب محمد عثمان الری دیوبندی)

اب ان کے موجودہ خارجیوں نے چند سال ہوئے مجلس عثمان غنیؓ کراچی
بنائی اور اس مجلس نے ایک کتاب وہ مغالطات حضرت عثمان ذو النورین کی شہادت کیسے ہوئی
(مؤلف احمد حسین کمالی کے نام سے شائع ہوئی۔ اس مجلس اور کتاب کی نقاب کشائی
مولانا محمد عبدالرشید نعمانی دیوبندی نے ایک کتابچہ "ناصبی سازش" لکھ کر یوں کی ہے۔
صد ۶ "مجلس کی آج تک کی کارکردگی کی روشنی میں انصاف اور ظاہر و باطن کی یکسانیت کا
تقاضا تو یہ تھا کہ مجلس کا نام بجائے "مجلس عثمان غنیؓ" ہونے کے "مجلس مروان و یزید" ہوتا
یا مجلس مخالفین عشرہ مبشرہ" نیز یہ مجلس، حب صحابہ اور رد شیعہ کا لیبل لگا کر صحابہ کے
سراپا انوار چہروں پر مزید سیاہیاں تھوپنے کی قسم ہے اللہ تعالیٰ اس کے بانیاں کی اصلاح
فرمائے اور اہلسنت کے تعلق بالصحابہ اور اعتقاد کو جوں کا توں برقرار رکھے آمین۔" صد ۱۵ تنبیہ

مما حالانکہ ترمذی شریف میں ہے کہ "میرے نسب اور تعلق کے علاوہ ہر نسب اور تعلق منقطع ہو جائے گا۔"
ایک اور حدیث میں ہے۔ ان لوگوں کا کیا حال ہے جو کہتے ہیں قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
رشتہ داری فائدہ نہ دے گی۔ "ہاں میری رشتہ داری دنیا و آخرت میں ملی ہے۔ اے لوگو میں حوض پر تمہارے لئے
پیش رو ہوں گا۔" لا انساب بینہم کہ ان کے درمیان تمام رشتے داریاں نہیں ہوں گی۔ سادات کرام کے
ماسوا کے ساتھ مخصوص ہے۔ (صد ۱ برکات آل رسول، علامہ اسماعیل بن یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ)

خلفاء ثلاثہ کے دشمن ہیں اور بانیان مجلس علی و حسنین کے اور ان صحابہ کے جو حضرت علی کو بمقابلہ حضرت امیر معاویہ اور حضرت حسنین کو بمقابلہ یزید واجب الاحترام اور اپنا قائد گردانتے ہیں۔"

ص۴۵ "یہ لوگ مروان اور یزید کے دیوانے ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت حسنین رضی اللہ عنہم کی عیب چینی کرتے ہیں۔"

۱۲۔ "اس کتابچہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعہ کو اس طرح رنگ آمیزی کر کے بیان کیا گیا ہے کہ جس سے حضرت ممدوح کی شہادت کے اصل ذمہ دار تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ قرار پائیں اور آپ کے ہر دو صاحبزادگان حضرات حسنین، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور ان دونوں حضرات کے صاحبزادے محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین کا کردار بھی اس بارے میں گھناؤنا نظر آئے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اس کی بھی پوری کوشش کی گئی ہے کہ حضرت صدیقہ پر طوفان باندھتے اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کے سلسلے میں بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی کو مورد طعن و ملامت بنایا جائے۔

نوٹ: مولوی عظیم الدین نے اپنی تصنیف "حیات سیدنا یزید" میں خلفاء راشدین کے ذکر میں جو تھے نمبر پر بجائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام درج کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے "حضرات خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور حضرت معاویہ نیز دیگر خلفائے بنی امیہ کی خوش نصیبی (جس میں یزید بھی شامل ہے) کہ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کے مصداق ہو کر دین اسلام کو سربلند رکھنے کی توفیق ملی۔ "ذالک الفضل اللہ ونعمۃ" (حالانکہ علمائے جمہور کے نزدیک چوتھے خلیفہ برحق حضرت علی المرتضیٰ ہیں)۔

اب عباسی کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔ "حضرت علی کے مختصر سے ایام فتن کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے توفیق دی کہ حضرت معاویہ امیر المومنین صلوٰت اللہ علیہ پر امت نے اجتماع کر لیا۔"

۲۔ "چنانچہ حضرت علیؓ کے مقتول ہونے تک آپ کی بیعت نہیں کی گئی۔" حضرت علیؓ کے نام کے ساتھ مقتول اور حضرت معاویہ کے نام کے ساتھ امیر المومنین صلوٰت اللہ علیہ کے الفاظ کس حقیقت کی طرف غمازی کر رہے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ (بحوالہ کتاب عبدالمجید ندیم اور یزیدیت ص ۳۱ مولفہ مولوی غلام یحییٰ ہزاروی جہلم دیوبندی)

اب اسی کتاب کے حوالے سے ان خوارج کے متعلق تاثرات بھی سنتے جائیے:

بھی اس نظریہ کے متعلق یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ یہ بھی کوئی سُنی نظریہ ہے۔ بلکہ یہ ملعونہ، مبغوضہ، مغضوب نظریہ کسی خبیث الفطرت، شریر النفس، شقی ازلی خارجی بدبخت کا ہی ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اہلسنت حضرت حسین کو جنت کے جوانوں کے سردار جانتے ہیں۔ یزید پلید از سعادت بعید کو حضرت حسین کے ساتھ کیا نسبت ہوسکتی ہے۔ ص ۳۲

نوٹ :۔ موجودہ خوارج کا پوسٹ مارٹم مولوی محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے اپنی کتاب "شہید کربلا اور یزید" میں خوب کیا ہے۔ جو انہوں نے خلافت معاویہ و یزید کے رد میں لکھی ہے۔ شوق ہو تو ضرور پڑھیں۔

واقعہ حرہ

یہ واقعہ حامیان یزید کے لیے تازیانے کا کام دیتا ہے۔ شہادت امام عالیمقام پر اہل مدینہ کو جو رنج و غم ہوا وہ کسی سے پنہاں نہیں۔ اس پر ستم یہ ہوا کہ یزید پلید نے اب کھلم کھلا فسق و فجور کا بازار گرم کر دیا۔ جس کے باعث جن اہالیان مدینہ نے یزید کی بیعت کی ہوئی تھی توڑ دی۔ تو یزید نے مسلم بن عقبہ کو مدینہ پر فوج کشی کا حکم دیا۔ اس کی فوج نے ہزاروں صحابہ کبار کو شہید کیا۔ مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر مقدس کو غلاظت سے آلودہ کیا۔ جنت کی کیاری کو ان کے گھوڑوں نے لید اور پیشاب سے بھر دیا۔ ان وحشی درندوں اور کافروں نے مدینۃ الرسول کی بہو بیٹیاں کی عصمت کو لوٹ لیا۔ ایک ہزار سے زائد پاکبازوں کی عصمت دری کی۔ تین دن تک آسمان سیاہ رہا۔ اس دوران مسجد نبوی میں نہ آذان ہوئی نہ جماعت حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں، میں دیوانہ بن کر قبر انور کے پاس چھپا رہا۔ بوجہ تاریکی نمازوں کے اوقات کا پتہ نہ چلتا تھا۔ ڈر کے مارے مسجد میں کوئی نہ آتا۔ لوگ گھروں میں سہمے بیٹھے تھے۔ قبر انور سے آذان کی آواز آتی تو میں نماز پڑھتا۔

اس کے بعد یزیدی فوج نے بحکم یزید مکہ مکرمہ کا رخ کیا۔ وہاں بھی پہلے کی طرح حرم پاک میں بے حرمتی کی گئی۔ بیت اللہ شریف پر منجنیق کے ذریعہ آگ کے گولے برسائے گئے جس سے غلاف کعبہ کا ایک کونہ شہید ہوگیا اور غلاف کعبہ جل گیا۔ اسی دوران پیغام آیا کہ یزید پلید مرگیا ہے تو محاصرہ ختم ہوا۔ ایسے ظالم کو توبہ کی مہلت ہی کہاں ملتی ہے۔

یہ تو تھا خارجیوں کے امیرالمومنین پیدائشی جنتی کا آخری کارنامہ اور انجام۔ مگر اس کے باوجود آج بھی اس کے ہمنوا اس کی مدح سرائی کر کے اُسے خلیفہ رشید ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور امام عالیمقام کو نعوذ باللہ باغی، یاد رہے کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے اس میں غیر ملکی ہاتھ ہے ان بدمذاہب کو غیر مسلم حکومتوں کی امداد حاصل ہے تبھی تو لاکھوں روپے کی کتابیں مفت تقسیم کر رہے ہیں۔

خارجیت وہابیت کی شکل میں

جب یہ خارجیت، نجدیت یعنی وہابیت کی شکل میں آئی تو اس کے پیروکاروں نے تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کو مشرک و بدعتی قرار دیا اور ان کا خون حلال قرار دیا۔ اور ہزار ہا مسلمانوں کو تہ تیغ کیا اور یزیدیوں کا کردار دہرایا، حرمین شریف کی بے حرمتی کی، صحابہ کبار کے مزارات زمین کے برابر کر دیئے، گنبد خضریٰ کو گرانے کا ارادہ کیا، مگر اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے آگ اور اژدھا کو بھیجا، جس سے وہ مر گئے تبھی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے سخت اظہار ناراضگی فرمایا ہے۔

ذیل میں بانی وہابیت محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے عقائد کے متعلق علماء دیوبند کے چند خیالات ملاحظہ ہوں:

عقائد علماء دیوبند مصنفہ مولوی خلیل احمد صاحب ص۲۳ "ہمارے نزدیک اس کا وہی حکم ہے جو صاحب دُرِ مختار نے فرمایا ۔۔ اور خوارج ایک جماعت ہے۔ ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی۔ علامہ شامیؒ نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اپنے کو حنبلی مذہب بتلاتے تھے لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر انہوں نے اہل سنت اور علماء اہلسنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔"

الشہاب الثاقب مصنفہ مولوی حسین احمد مدنی ص۴۲ : "صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداً تیرھویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا، اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا، اس لئے اس نے اہلسنت والجماعت سے قتل و قتال کیا اور ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا

رہا۔ ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا، ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں، سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم و باغی، خونخوار اور فاسق شخص تھا۔ اس وجہ سے اہل عرب کو خصوصاً اس کے اور اس کے اتباع سے دلی بغض تھا اور ہے اور اس قدر ہے کہ اتنا قوم یہود سے ہے نہ نصاریٰ سے نہ مجوس سے نہ ہنود سے۔ بغرضیکہ وجوہات مذکورۃ الصدر کی وجہ سے ان کو اس کے طائفہ سے اعلیٰ درجہ کی عداوت ہے۔ اور بے شک جب اس نے ایسی ایسی تکالیف دی ہیں تو ضرور ہونا چاہئیے وہ لوگ یہود و نصاریٰ سے اس قدر رنج و عداوت نہیں رکھتے جتنی کہ وہابیہ سے رکھتے ہیں۔"

ذیل کی احادیث پڑھ کر آپ یقیناً محو حیرت ہوں گے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کبار کے سامنے قیامت تک برپا ہونے والے جن مذہبی فتنوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ان میں نجد کا "فتنہ وہابیت" خاص طور پر نمایاں ہے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، ائمہ فتن کے متعلق سرکار کی یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔

حدیث

خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی بھی ایسے شخص کا ذکر نہیں چھوڑا جو آج سے قیامت تک کسی فتنے کا بانی ہوگا۔ جس کے ساتھیوں کی تعداد تین سو یا اس سے زائد ہو گی یہاں تک کہ حضور نے اس کا نام اور اس کے قبیلے کا نام ہمیں بتا دیا۔ اب اسی حقیقت کے پس منظر میں نجدی گروہ اور اس کے متعلق سے تبلیغی جماعت کی بابت احادیث میں جو نشان دہی کی گئی ہے اس کی حیرت انگیز تفصیلات ملاحظہ ہوں۔

نجدیت کے متعلق فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پہلی حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا، جو ایک دن آپ نے صحابہ کبار کی فرمائش پر فرمائی "خداوندا ہمارے شام اور یمن میں برکت دے

آٹھویں حدیث قدسی : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی کریم رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ میں نے ایک مخلوق ایسی بھی پیدا کی ہے کہ جن کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہیں اور ان کے دل ایلوے سے زیادہ تلخ ہیں، سو میں اپنی قسم کھاتا ہوں کہ بے شک میں ان پر ایسا فتنہ نازل کروں گا جس میں بڑا عاقل بھی حیران رہے سو کیا وہ میری مہلت دینے پر بھولتے ہیں یا میری مخالفت پر دلیری کرتے ہیں۔" (ترمذی شریف)

نوٹ: اگر ان کی یہ نشانی "کہ جن کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہیں۔" ٹھیک ہے تو یقیناً ان کے دل ایلوے سے زیادہ تلخ ہیں جیسا کہ دلوں کے بھید جاننے والے نے ہمیں بتا دیا جس کا عملی نمونہ ابھی آرہا ہے۔

نویں حدیث قدسی : اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ آخر زمانے میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دین کے عمل سے دنیا کمائیں گے لوگوں کو دکھانے کو اور اپنی نرمی دکھانے کو صوف پہنیں گے۔ (یعنی بزرگوں کا سا لباس) اور ان کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہوں گی، مگر دل ان کے بھیڑیوں کی طرح سخت ہوں گے سو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کیا میری مہلت پر مغرور ہوتے ہیں یا میری مخالفت پر جرأت کرتے ہیں سو میں قسم کھاتا ہوں کہ میں ان لوگوں پر انہیں میں سے فتنہ غالب کروں گا جس کے اندر بڑا دانا بھی حیران رہ جائے گا (ترمذی شریف) بحوالہ حدیث قدسیہ صہ

نوٹ: ان کے پیروں کے پاس ایسے ہی ہیں جیسا کہ آپ نے فرمایا اور ان کے خرچ کہاں سے آتے ہیں؛ اور ان کا ظاہر اور باطن غیب دان نبی نے بتا دیا جو یقیناً صحیح ہے۔ چونکہ ان کا طریقہ تبلیغ اس طریقے سے بالکل مختلف ہے جو اللہ جل وعزّ نے قرآن میں بیان فرمایا۔ اس لئے بقسم فرمایا کہ ان کا یہ طریقہ تبلیغ باعث فتنہ ہوگا کہ ان کی وجہ سے گھر گھر لڑائی جھگڑے شروع ہو جائیں گے کوئی ہی ایسا گھر بچا ہوگا جس میں اس فتنہ کا دخل نہ ہوا ہو اور دنیا حیران ہے کہ جیسے جیسے اس فتنہ کی مخالفت کی جاتی ہے یہ فتنہ غالب ہے قرآن میں تو طریقہ تبلیغ یوں بیان ہوا ہے۔

سورۃ توبہ آیت ۱۲۲ "ترجمہ: اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب نکلیں تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں" اس آیت میں صاف بیان کیا گیا ہے کہ پہلے دین کی سمجھ حاصل کرنے کیلئے گھر سے نکلیں گے یعنی کسی مدرسے میں اور جب فارغ التحصیل ہو جائیں تو واپس آکر اپنی قوم کو ڈر

سنائیں نہ کہ سارے پاکستان میں تبلیغ کرتے پھریں چنانچہ صحابہ کبار بھی پہلے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آکر تعلیم حاصل کرتے پھر اپنی اپنی قوم میں جاکر تبلیغ کرتے۔ موجودہ تبلیغی جماعت کا طریقہ خلاف قرآن و سنت ہے۔ قاضی عبدالسلام دیوبندی خطیب جامع مسجد نوشہرہ صدر نے ایک کتاب "شاہراہ تبلیغ" نامی لکھی ہے جس میں اس نے تبلیغی جماعت کے موجودہ مروجہ تبلیغ کو بدعت ضلالہ ثابت کیا ہے (یہ کتاب بندہ سے طلب کریں)

اس کتاب کو پڑھنے میں بہت بھلا ہے اس لئے کہ موصوف خود بھی تبلیغی جماعت میں شامل تھا۔ جیساکہ خود ص۱۳ پر لکھتے ہیں "بندہ عاجز تو جماعت میں گھسا ہوا تھا احکام شرعی سے رفقائے جماعت کی نا بے اتفاقی اور رعونت اور جہالت نے اس عاجز کو واپس آنے پر مجبور کیا اور انغلق الصبح یہ واضح ہوگیا کہ اس جماعت پر دین کا ملمع ہے اور باطن میں خالص صفر، چند رسوم کا مجموعہ ہے بنیاد کچھ نہیں۔"

انہوں نے ثابت کیا ہے کہ یہ کورے بے علم اور عربی سے نابلد محض اردو پر اکتفاء کئے ہوئے ہیں چنانچہ ص۱۳ پر لکھتے ہیں۔

"عربی زبان اور عربی علوم اور قدیم اعمال دینی معطل ہو جائیں گے کتاب پڑھنے کے لئے تبلیغی نصاب ہوگی۔ بجائے عربی میں کے اردو ہی میں سہی۔ امر و نہی اور احکام شرع کی پابندی سے آزاد صرف فضائل اعمال کی ایک ہلکی سی گٹھڑی کا سر پر ہوگی اور بس اور دین نام ہوگا انہی سہ روزوں اور چلوں کا۔ اور یہ حدیث صادق ہو جائے گی۔

حدیث : ترجمہ : علم دنیا سے اُٹھ جائیں گے (قرب قیامت میں) اور جہل کی کثرت ہوگی، یہاں تک کہ جب کوئی صحیح عالم نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار اور امیر بنائیں گے، بغیر علم کے فتوے دیتے ہوں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور مخلوق کو بھی گمراہ کرتے ہوں گے "العیاذ باللہ العظیم، انصاف؛ قیامت کی بازپرسی کا خوف ؟

جب سے معلوم ہوا کہ در حقیقت یہ چند رسوم کی مجموعہ ہے جس کا لازمی نتیجہ انجان عوام کے ہاتھوں اسلام کی اصل حقیقت اور حقیقی خدوخال کا مسخ ہو جانا ہے تو بندہ الگ ہوگیا۔

شاہراہ تبلیغ میں انہوں نے ثابت کیا کہ ان کا موجودہ طریقہ تبلیغ چلتے پھرتے نوخیز لڑکوں اور عوام کا اہتمام کا بستر ے کندھوں پر لدوا کر سہ روزوں اور چلوں میں لگائے رکھنا۔ سنی سنائی باتوں

کو از بر کر کے اجتماعات میں بے تکلف سنانے کی مشق کرانا، لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے اکسانا چاہے جھوٹ کے طومار کے ذریعہ کیوں نہ ہو، تبلیغ میں وقت دے کر ضابطہ کی خانہ پری کروانا اور مسجدوں میں ہر جمعہ کی شب کو اجتماعات کرانا اور اس کا ثواب حج و عمرہ کے برابر بتانا اور جنت کے ٹکٹ تقسیم کرنا اور وہاں بجائے عقائد و اعمال کے اور علم و ذکر کے تبلیغی نصاب جیسے محض فضائل سنانا حالانکہ اسلام نام ہے علم و عمل کا (بغیر علم کے دین پر عمل کا تصور نہیں کیا جاسکتا) اور کئی کئی روز خود کو اور لوگوں کو اپنے گھروں سے باہر رکھنا اور حقوق العباد کا کچھ لحاظ نہ رکھنا اور راہبانہ زندگی گزارنا اور سب کو یہی کہنا 'چلہ دو' ۔ یہی ان کے ہاں دین کی کامیابی اور یہی ان کے ہاں جنت کی کنجی اور انبیاء کا عمل ہے ۔ چونکہ مروجہ سہ روزوں چلوں کا نظام ہیئت کذائی کا ثبوت اور طریقہ مروجہ بالا عصر نبوت اور قرونِ اولیٰ میں نہیں ملتا اس لئے بدعت ضلالہ ہے اور باعث فتنہ و وبال ہے ۔ (یہ اقتباسات مختلف مقامات سے اکٹھے کر کے درج کئے گئے ہیں ۔) ایک جگہ یوں شکایت کرتے ہیں ۔ شکایت ان غیر اہل علم کی ہے جو جاہل ہو کر چند چلوں کے بعد بزعم خود پورے مکمل علماء اور اولیاء اور مقبولین درگاہ بنے ہوئے ہیں، نہ معروف کا علم نہ منکر کا بلکہ علم کے ابجد ہی سے محروم تبلیغ کا ایک جاہلانہ رسم بنائے ہوئے پھرتے ہیں ۔ (یہ طریقہ) عامیانہ تاریک رسم و نقل ہے جو چلوں والے ناخواندہ افراد نے اپنا لیا ہے ۔

مزید "تبلیغی نصاب کے سوا باقی دین کی کتابوں سے الگ تھلگ رہنا اختیار کیا نہ کتب دین سے کام، نہ علمائے دین کی ضرورت ۔ چلے یہ چلتے دے کر بزعم خود اولیا اور مقبولین بارگاہ بن رہے ہیں ۔ ان کا برتاؤ علماء کے ساتھ وہی ہے جو یہود کا تھا ۔"

یہ تو تھا قاضی صاحب کی کتاب کا لب لباب ۔

اسی دور کے متعلق ہی حضور علیہ السلام نے کچھ یوں ارشاد فرمایا تھا کہ قرب قیامت بد مذہبی کی زہریلی ہوا چلے گی جس سے وہی بچ سکیں گے جو زمین میں سوراخ کر کے اس میں داخل ہو کر الگ تھلگ زندگی گزاریں یا پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جائے ۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بد مذاہب سے بچائے رکھے آمین ۔

آگے چلئے نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی کچھ اور نشانیاں بھی سنتے جلیے ۔

دسویں حدیث : حضرت انس بن مالک اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں اختلاف و تفریق کا واقع ہونا مقدر ہو چکا ہے پس اس سلسلے میں ایک جماعت نکلے گی، جس کی زبانیں بظاہر دلفریب خوشنما ہوں گی، لیکن کردار گمراہ کن اور خراب ہوگا وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن اُن کے گلے سے نیچے نہیں اُترے گا، وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے پھر دین کی طرف واپس لوٹنا انہیں نصیب نہ ہوگا یہاں تک کہ تیر اپنے کمان کی طرف لوٹ آئے۔ وہ اپنی طبیعت و سرشت کے لحاظ سے بدترین مخلوق ہوں گے وہ لوگوں کو قرآن اور دین کی طرف بلائیں گے، حالانکہ دین اور قرآن سے ان کا کچھ بھی واسطہ نہ ہوگا جوان سے جہاد کرے گا وہ خدا کا مقرب ترین بندہ ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا ان کی پہچان کیا ہوگی، فرمایا سر منڈانا او کما قال (مشکوٰۃ شریف)

نوٹ : خدارا انصاف فرمائیے، کیا جب یہ لوگ جماعت کی شکل میں نکلتے ہیں تو لوگوں کو دلفریب اور خوشنما باتیں نہیں کرتے اور قرآن نہیں پڑھتے (کنتم خیر امت اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون باللہ) اور لوگوں کو قرآن اور دین کی طرف نہیں بلاتے اور یہ نہیں کہتے "آؤ ہمارے ساتھ چلو تاکہ ہم خدا کے گھر میں بیٹھ کر کچھ دین کی باتیں کرلیں"

خداوند قدوس فرماتے ہیں، حالانکہ دین سے ان کا کچھ بھی تعلق نہیں ہوگا" اور کیا ان میں سے اکثر کے سر نہیں منڈے ہوتے۔ اگر یہ سب باتیں صحیح اور درست ہیں تو غیب دان نبی کی بقیہ باتیں بھی درست ہیں کہ کردار ان کا گمراہ کن اور خراب ہے اور قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترتا اور جو ان کے ساتھ جا کر ایک چلہ کاٹ آئے تو اسے واپس ہدایت کی طرف لوٹنا نصیب نہیں ہوتا اور یہ کہ طبیعت و سرشت کے لحاظ سے بدترین مخلوق ہیں اور ان کا قرآن و دین سے کچھ بھی تعلق نہیں اور ان کی مخالفت کرنی مقرب الٰہی ہونے کی نشانی ہے۔ باقی رہا فرمان نبوی یہ کہ " وہ اپنی طبیعت و سرشت کے لحاظ سے بدترین مخلوق ہوں گے اور نویں حدیث میں فرمایا، دل ان کے بھیڑیوں کی طرح سخت ہوں گے" اس کی مثال ذیل کی خبر سے پڑھیے جو روزنامہ حیات، مشرق اور نوائے وقت میں شائع ہوئی اور اسے "رضائے مصطفیٰ" (ماہنامہ) نے نقل کیا ہے ملاحظہ ہو:-

مسکین صورت یزید سیرت تبلیغی جماعت

(وحشت و بربریت کی شرمناک لرزہ خیز داستان)

رائے ونڈ کی تبلیغی جماعت کے غنڈوں نے تبلیغی جماعت کے اجتماع میں شریک ہونے والے لاہور کے جن دو محنت کشوں پر بہیمانہ تشدد کیا تھا ان میں سے ایک محنت کش محمد اقبال زخموں اور ضربوں کی تاب نہ لاتے ہوئے سروسز ہسپتال میں جاں بحق ہو گیا تھا اور اس کی نعش پوسٹ مارٹم کئے بغیر قبرستان میانی صاحب میں دفن کردی گئی تھی جبکہ دوسرے زخمی محمد خان کی حالت انتہائی تشویشناک ہے۔ متوفی کی نعش کا اس کی بیوہ نسیم بیگم کی درخواست پر ڈپٹی کمشنر کے حکم پر قبر سے نکال کر پوسٹ مارٹم کیا گیا پولیس نے تاحال کسی ملزم کو گرفتار نہیں کیا اور نہ ہی ملزموں کے خلاف کوئی قابل ذکر قدم اٹھایا ہے۔

لالچ اور دھمکی — ملزمان بیوہ اقبال پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ وہ مقدمہ کی پیروی نہ کرے۔ اس سلسلے میں اسے دس ہزار روپیہ کا لالچ بھی دیا اور انکار کی صورت میں سنگین نتائج بھگتنے کی دھمکی بھی دی۔ چند روز قبل گنگا رام ہسپتال میں نمائندہ "حیات" سے ایک ملاقات کے دوران متوفی نے کہا تھا ملزمان نے اسے دھمکی دی ہے کہ اگر اس نے ان کے بارے میں پولیس کو کچھ بتایا تو اسے زہر کا ٹیکہ لگوا کر ہلاک کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد متوفی کے لواحقین نے اسے سروسز ہسپتال میں داخل کروا دیا تھا۔

تفصیلات — کے مطابق محلہ پارک نیو سن آباد کا محمد اقبال جو اپنے علاقہ میں صدیق اکبر مسجد کی انجمن کا صدر تھا۔ رائے ونڈ کی تبلیغی جماعت کی شہرت اور مذہبی جذبات سے مغلوب ہو کر اپنے دوست محمد خان کے ساتھ تبلیغی جماعت کے اجتماع میں شامل ہوا جہاں محمد خان نے عالم جذب میں آکر جذبات دیا یا شاہ جمال زندہ باد کا نعرہ بلند کر دیا جس پر رات کو تقریباً ایک بجے جماعت کے غنڈے اسے وہاں سے اٹھا کر لے گئے صبح کو محمد اقبال عبادت سے فارغ ہو کر اپنے دوست کی تلاش میں نکلا تو مسجد کے عقب میں ایک گودام میں اس نے محمد خان کو چھت سے الٹا لٹکا پایا جس کو چند افراد ڈنڈوں سے زدوکوب کر رہے تھے۔ اقبال نے اندر جا کر ان کو روکنا چاہا تو انہوں نے اسے بھی پکڑ کر بٹھا دیا کہ مولوی شیر جنگ آکر فیصلہ کریں گے۔ گودام میں پہلے سے چار لڑکے بھی انہوں بند کئے ہوئے تھے۔ مولوی شیر جنگ آگیا اور آتے ہی اقبال کے سر میں ڈنڈے مارا جس سے اقبال بے ہوش ہو گیا بے ہوشی کے دوران انہوں نے اسے بھی چھت سے الٹا لٹکا دیا اور ڈنڈوں سے زدوکوب کرنا شروع کر دیا ہوش میں آکر اس نے چیخنا چلانا شروع کر دیا کہ وہ چور نہیں ہے۔ مسجد صدیق اکبر کا صدر ہے۔ بعد ازاں شیر جنگ کا ایک کارندہ بس میں بٹھا کر انہیں غشی کے عالم میں لاہور لے آیا اور گنگا رام ہسپتال میں زخمی حادثہ کی داستان سنا کر انہیں داخل کرا دیا جب اقبال کو ہوش آیا تو اس نے اپنی بیوی نسیم بیگم کو ساری بات بتائی۔

محمد خان — اس واقعہ کا دوسرا زخمی محمد خان ابھی تک مدہوشی کے عالم میں بستر مرگ پر سسک رہا ہے۔ اور اپنا دماغی توازن کھو بیٹھا ہے روزنامہ حیات ۱۳ نومبر ۱۹۸۰ء

والمشتہر جماعت رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ

محمد اقبال شہید

اقبال شہید کی بیوہ اور یتیم بچے انصاف کے منتظر ہیں۔

یہ قبرستان میانی صاحب میں اقبال شہید کی قبر ہے۔

★

ارباب سکندر مرحوم کے قاتل نے علاقہ مجسٹریٹ کے سامنے اقبال جرم کر لیا

مرحوم سے میرا مذہبی اختلاف تھا انہوں نے میرے ساتھ تبلیغ پر چلنے سے انکار کیا تھا

پشاور ۱۰ مارچ (نمائندہ جنگ) سرحد کے سابق گورنر ارباب سکندر خان خلیل کے قاتل محمد طاہر کو آج دوپہر خصوصی تفتیشی ٹیم کے حفاظتی انتظامات کے تحت علاقہ مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کیا گیا جہاں ملزم نے اقبال جرم کر لیا جسے اس کا بیان قلمبند کیا گیا بعد میں اس کے خلاف پولیس نے ریمانڈ منظور کرتے ہوئے اسے جوڈیشل حوالات بھجوا دیا گیا ملزم کو اقبال جرم کے لئے عدالت میں پیش کیا گیا تو مروجہ قانون کے مطابق اسے سوچنے سمجھنے کا وقت دیا گیا بعد میں اس نے اقبال جرم کر لیا معلوم ہوا ہے کہ پولیس کو ملزم نے اپنے طویل تحریری بیان میں یہ بتایا ہے کہ ارباب سکندر خان مرحوم کے ساتھ اس کے مذہبی اختلافات تھے اور

دارالعلوم کی زمین جو عید گاہ کے لئے وقف تھی دارالعلوم کی تعمیر کے بعد جب یہاں تبلیغ کا سلسلہ شروع ہوا تو اس دارالعلوم کو خالی کرانے کی کوشش کی جانے لگی اور مرحوم کے پاس وہ ایک وفد لے کر گئے کہ وہ تبلیغی جماعت کے ساتھ تبلیغ کرنے کے لئے چلیں تو مرحوم نے انکار کر دیا اور یہ بھی کہا کہ بہتر ہے آپ لوگ ٹھیک کریں پھر دوسروں کی طرف توجہ دیں اسی بنا پر اختلافات بڑھتے گئے جس پر میں نے ارباب سکندر کے قتل کا منصوبہ بنایا ارباب مرحوم روزانہ نشانہ بازی کے میدان کی طرف تفریح کے لئے جایا کرتے تھے اور وقوعہ کے روز میں وہاں ان کا منتظر تھا اور جب وہ وہاں پہنچے تو انہیں قتل کیا اس جگہ کا انتخاب اس لئے کیا تھا کہ یہاں قتل کا پتہ نہیں چل سکے گا اگر فائر کی آواز کسی نے سنی بھی تو یہ سمجھے گا کہ نشانہ بازی کی جا رہی ہے آج ملزم طاہر کی انگلیوں کے نشانات بھی محفوظ کر لئے گئے

روزنامہ جنگ راولپنڈی ۱۹ مارچ ۱۹۸۲ء

نوٹ: یہ ہیں ان کے اکرام مسلم کے نمونے۔

گیارھویں حدیث :- حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ آخیر زمانے میں نوعمر اور کم عقل لوگوں کی جماعت نکلے گی۔ جو باتیں بظاہر اچھی کہیں گے۔ لیکن ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ لیکن تم انہیں جہاں پانا اُن کے خلاف جہاد کرنا۔ او کما قال (بخاری شریف حدیث ۱۸۲۱)

نوٹ :- غیب دان نبی نے ساڑھے چودہ سو سال پہلے ان کا کیسا حلیہ بیان فرما دیا۔ غور سے پڑھیے اور ان کی جماعتوں کو دیکھیے آپ یقیناً ان میں اکثر کو نوعمر پائیں گے اور ظاہر ہے کہ نوعمر عموماً کم عقل ہوتے ہیں۔ کیونکہ چالیس سال کے بعد عقل کامل ہوتی ہے۔ ان کو طوطے کی طرح دین و ایمان کی اچھی اچھی باتیں رٹائی جاتی ہیں۔ جس کے متعلق آپ نے فرمایا کہ یہ باتیں ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترتیں۔ میں نے تو ان کو بہت قریب سے دیکھا ہے واقعی ان کے کردار اور گفتار میں بُعد المشرقین کا فرق ہے۔ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ میں نے ان کو ایسا ہی پایا جیسا حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

بارھویں حدیث : محدث کبیر امام ابو یعلیٰ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔ حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ مدینے میں ایک بڑا عابد و زاہد نوجوان تھا ہم نے ایک دن حضور علیہ السلام سے اس کا تذکرہ کیا۔ آپ اسے نہیں جان سکے پھر اس کے حالات و اوصاف بیان کئے۔ جب بھی آپ اسے نہیں پہچان سکے۔ یہاں تک کہ ایک دن وہ اچانک سامنے آگیا جیسے ہی اس پر نظر پڑی ہم نے حضور علیہ السلام کو خبر دی کہ یہ وہی نوجوان ہے۔ آپ نے اس کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا "میں اس کے چہرے پر شیطان کی خارش کے دھبے دیکھتا ہوں" اتنے میں وہ آپ کے قریب آیا اور سلام کیا حضور علیہ السلام نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا "کیا یہ بات صحیح نہیں، کہ تو ابھی اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ تجھ سے بہتر یہاں کوئی نہیں" اس نے جواب دیا ہاں۔ اس کے بعد جیسے ہی وہ مسجد کے اندر داخل ہوا حضور علیہ السلام نے آواز دی کہ کون اسے قتل کرتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا "میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ جب اس ارادے سے وہ مسجد میں داخل ہوئے تو اسے نماز پڑھتا ہوا دیکھ کر واپس لوٹ آئے۔ اور اپنے دل میں خیال کیا کہ ایک نمازی کو کیسے قتل کروں جبکہ حضور علیہ السلام نے نمازی کے قتل سے منع فرمایا ہے، پھر حضور علیہ السلام نے آواز دی "کون اسے قتل کرتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا "میں۔ جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تو اس وقت وہ نوجوان سجدہ کی حالت میں تھا وہ بھی اسے نماز پڑھتا دیکھ کر حضرت ابوبکر کی طرح واپس لوٹ آئے پھر حضور علیہ السلام نے آواز دی کہ کون اسے قتل کرتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جواب دیا "میں حضور علیہ السلام نے فرمایا تم اسے ضرور قتل کر دو گے بشرطیکہ وہ تمہیں مل جائے۔ لیکن جب حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد کے اندر داخل ہوئے تو وہ جا چکا تھا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اگر تم اسے قتل کر دیتے تو میری اُمت کے جملہ فتنہ پردازوں میں سے یہ پہلا اور آخری شخص ثابت ہوتا۔ میری اُمت کے دو افراد بھی آپس میں کبھی نہیں لڑتے (ابریز شریف صفحہ ۲۲۱ بحوالہ تبلیغی جماعت مصنفہ ارشد القادری)

نوٹ :۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اسے دیکھ کر یہ فرمایا کہ "میں اس کے چہرے میں شیطان کی خارش کے دھبے دیکھتا ہوں" یہ فرمایا کیونکہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو منافقین کے پہچاننے کا علم عطا فرما دیا تھا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ فلعرفتہم بسیماھم (اے محبوب) تم ان (منافقین) کو ان کی صورت سے پہچانتے ہو نیز فرمایا ولتعرفنھم فی لحن القول اور ضرور

تم انہیں بات کے اسلوب سے پہچانتے ہو۔

یہی نہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور بعد میں آنے والے مسلمانوں کو خبر دار کیا کہ ان کی چکنی چپڑی باتوں سے بچتے رہنا کیونکہ یہ خدا اور رسول اور مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ اور جب تو انہیں (منافقین کو) دیکھے ان کے جسم تجھے بھلے معلوم ہوں اور اگر بات کریں تو تو ان کی بات غور سے سنے گا گویا وہ کڑیاں ہیں دیوار سے ٹکائی ہوئی (جن میں بے جان تصویر کی طرح نہ ایمان کی روح نہ انجام سوچنے کی عقل) ہر بلند آواز اپنے ہی اوپر لے جاتے ہیں۔ (یعنی ہر ہر دل پر انہیں اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں ہمارا راز فاش نہ ہو جائے) وہ دشمن ہیں (مسلمانوں کے اور جاسوس ہیں کافروں کے) تو ان سے بچتے رہو (ان کے ظاہر حال سے دھوکا نہ کھاؤ) اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں (سورۃ منافقون آیۃ ۴)

نوٹ: آپ نے ان کی نشانیاں ملاحظہ فرمائیں انہیں بار بار پڑھیئے اور اللہ عزوجل کی نصیحت پر عمل کیجئے کہ وہ تمہارے دشمن ہیں ان سے بچتے رہیئے۔

تیرھویں حدیث: حضرت ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "آخیر زمانے میں کیڑے مکوڑوں کی طرح ملاّنے ابھوٹ پڑیں گے۔ پس تم میں سے جو شخص وہ زمانہ پائے تو اسے چاہیے کہ وہ ان سے خدا کی پناہ مانگے (بحوالہ تبلیغی جماعت مصنفہ ارشد القادری)

نوٹ: حدیث کے الفاظ پر غور فرمایئے کہ آخیر زمانے میں ۔۔کیڑے مکوڑوں کی طرح۔۔۔ملاّنے ۔۔ پھوٹ پڑیں گے۔ ان میں تبلیغی جماعت کا ایک نقشہ کھینچا اور نصیحت فرمائی گئی کہ ان سے بچتے رہو اور یہاں فرمایا کہ ان سے بچنا تبھی ممکن ہے کہ جب اللہ سے پناہ مانگو گے اور ان سے دور رہو گے ورنہ یہ چھوڑنے کے نہیں۔ مجھے میرے ایک عزیز نے مشورہ دیا کہ اعمال کے فضائل پر کوئی کتاب لکھنی چاہیئے تو میں نے جواباً کہا کہ فضائل اعمال وغیرہ میں تو ہزاروں کتابیں لکھی گئی ہیں جو بازار سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔ موجودہ پُر فتن دور میں بفرمان باری تعالےٰ۔ "قوا انفسکم واھلیکم نارا" کہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ" کے تحت بدعقیدہ اور بد مذہب مبلغین سے اپنے آپ کو اور اپنے عزیز واقارب کو بچانا اشد ضروری ہے۔ آج کل خارجیت نجدیت اور وہابیت کی مسموم اور زہریلی ہوا چلی ہوئی ہے اور ایمان کے ڈاکو گھر گھر نقب زن ہیں۔ اس لئے

پچھودھویں حدیث : حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا جبکہ لوگ اپنی مسجدوں میں دنیا کی باتیں کریں گے جب ایسا زمانہ آجائے تو ان کے ساتھ مت بیٹھنا۔ اللہ ایسے لوگوں سے بے پرواہ ہے۔ (مشکوۃ شریف)

نوٹ : یہ تو ڈھکی چھپی بات نہیں کہ ان کا بسیرا ہی مسجد میں ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ مسجد میں وہ سب کچھ کرنا ہوگا جو مسجد سے باہر کرنا ہوتا ہے یعنی سونا، کھانا پینا، کپڑے دھونا اور باتیں کرنا وغیرہ۔ جب ان سے ایسا کرنے سے منع کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم اللہ کے گھر کے مہمان ہیں ہمیں کون روک سکتا ہے۔ تو تیسری نصیحت یہ فرمائی گئی کہ ان کے ساتھ مسجد میں بھی مت بیٹھنا اور اللہ ان کی باتوں سے (تبلیغ سے) اور ایسے لوگوں سے بے پرواہ ہے۔ مگر یہ اللہ کے دین کے ٹھیکیدار اور اللہ کے رشتہ دار بنے بیٹھے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی ایک نشانی اور بھی بیان فرمائی۔ ملاحظہ ہو۔ (بخاری شریف (پ۲۸ ۔

قتل الخوارج والملحدین - فکان ابن عمر یراھم شرار خلق اللہ وقال انھم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المؤمنین -

ترجمہ : اور ابن عمر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کو اللہ کی شریر ترین مخلوق خیال کرتے تھے اور کہا کہ یہ لوگ ان آیتوں کو جو کفار کے حق میں نازل ہوتی ہیں۔ اُن کو مسلمانوں کے حق میں استعمال کرتے ہیں۔

نوٹ: ابن عمرؓ کے اس فتوے پر تبصرہ کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ کیونکہ آج کل تو انہوں نے مسلمانوں کے خلاف کفر و شرک کی مشین چلا رکھی ہے اور اولیاء کرام کے مزارات کو بتوں سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اس سلسلہ میں دیوبند کے بعض گروہ اور غیر مقلدین کے اکثر و بیشتر علماء اور نیچری، چکڑالوی، مودودی (وہابی) وغیرہ یکساں شریک ہیں۔ حالانکہ نبی مکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری حج کے خطبہ میں صاف صاف فرما دیا کہ : ما اخاف بعدی ان تشرکوا ولکن اخاف ان تنافسوا فیھا۔ خدا کی قسم کہ میں اپنے بعد تمہارے مشرک ہونے کا کوئی خوف نہیں کرتا بلکہ اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم صرف دنیا ہی میں لگ جاؤ۔ (بخاری شریف۔ پ۵ حدیث ۸۰۵)

غیب دان نبی تو فرما رہے ہیں کہ میں اپنے بعد تمہارے مشرک ہونے کا خوف نہیں کرتا۔ مگر امتی مسلمانوں کو مشرک اور کافر بناتے چلا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت بخشے۔ قرآن مجید فرقان حمید نے ان کی ایک نشانی اور بھی بیان فرمائی کہ یہ لوگ میرے محبوب کے علم غیب کا انکار کرتے ہیں۔ واقعہ یوں ہے کہ :-

پندرھویں حدیث :- ایک روز نبی کریم رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ خلقت و آفرینش سے پہلے جبکہ میری اُمت مٹی کی شکل میں تھی اس وقت وہ میرے سامنے اپنی صورتوں میں پیش کی گئی جیسا کہ حضرت آدم پر پیش کی گئی اور مجھے علم ہو گیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا۔ یہ خبر منافقوں کو پہنچی تو انہوں نے براہ استہزا کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا گمان ہے کہ وہ یہ جانتے ہیں کہ جو لوگ ابھی پیدا بھی نہیں ان میں سے کون ان پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا باوجودیکہ ہم ان کے ساتھ ہیں اور وہ ہمیں نہیں پہچانتے۔ اس پر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے منبر شریف پر قیام فرما کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو میرے علم میں طعن کرتے ہیں۔ آج سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے۔ اس میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کا تم مجھ سے سوال کرو اور میں تمہیں اس کی خبر نہ دوں۔ عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا میرا باپ کون ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ آپ نے فرمایا "حذافہ"۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم : ہم اللہ کی ربوبیت پر راضی ہوئے اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوئے قرآن کے امام اور آپ کے نبی ہونے پر راضی ہوئے۔ ہم آپ سے معافی چاہتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کیا تم باز آؤ گے، کیا تم باز آؤ گے۔ پھر منبر سے اُتر آئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران کی آیت ۱۷۹ نازل فرمائی "وما کان اللہ لیذر المومنین علیٰ ما انتم علیہ حتیٰ یمیز الخبیث من الطیب وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشآء۔ ترجمہ : اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ مومنوں کو اسی حالت میں ملے جلے رکھے۔ حتیٰ کہ وہ خبیث کو (منافق کو) طیب (مومن) سے جدا کر دے اور اللہ کی یہ شان بھی نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے، ہاں اللہ چن لیتا ہے۔ اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔"

اب آخر میں نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک اور حدیث پاک نقل کر کے اس سیدھے رستے کی نشاندہی کرتا ہوں، جس کے لیے ہم سب نماز میں کئی دفعہ دعا کرتے ہیں۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ۔ ترجمہ: (اے اللہ) ہمیں سیدھے راستے پر چلا رستہ ان کا جن پر تو نے انعام فرمایا۔

حدیث شریف

علامہ ابن کثیر نے اس حدیث کو کئی طرق سے روایت کیا ہے اور سنن وغیرہ میں بھی موجود ہے۔ مزید براں محمد بن نصر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف (کتاب الاعتصام) میں اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔ "یہودی اکہتر ۷۱ فرقوں میں بٹ گئے اور نصاریٰ بہتر ۷۲ فرقوں میں اور یہ میری اُمت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی۔ سوائے ایک گروہ کے تمام جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہ ایک گروہ کونسا ہے (جو جنتی ہے) فرمایا "جو میری سنت اور میرے صحابہ کے نقش قدم پر چلے گا"۔ تو ثابت ہوا کہ اُمت محمدیہ کے ۷۳ فرقوں میں سے صرف ایک ہی جنتی ہے۔ اور فرمایا وہ وہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ کے نقش قدم پر چلے گا۔ مگر دعوٰے تو سب کا یہی ہے کہ ہم اس کے مصداق ہیں تو اللہ تعالٰے نے اس کا بھی فیصلہ فرمادیا کہ آپ جن انعام یافتہ لوگوں کے نقش قدم پر چلنے کی دعا کرتے ہیں ؛ اولئك الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئك رفیقا۔ ترجمہ: یہ انعام یافتہ انبیاء صدیق، شہید، اور صالحین، کاملین (اولیاء اللہ) ہیں اور یہ بہت اچھے دوست ہیں۔ اور ان کاملین کی ایک نشانی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ فرمائی۔

حدیث قدسی

کہ جب کثرت عبادت سے میرا بندہ میری قربت چاہتا ہے تو نتیجہ یہ ہوتا ہے، کہ میں اس کو دوست رکھنے لگتا ہوں۔ پھر جب میں اس کو دوست رکھتا ہوں تو میں اس کی شنوائی بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی بینائی ہوتا ہوں جس سے دیکھتا ہے اور

اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں کہ وہ
ہے اور جو مجھ سے مانگتا ہے عطا کرتا ہوں، مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو پناہ دیتا ہوں۔ (بخاری
یعنی وہ صفات الٰہی کا مظہر بن جاتا ہے اور اس کے اعضاء سے کرامات کا اظہار
لگتا ہے۔

اور اولیاء اللہ کی دوسری نشانی یہ فرمائی :

حدیث قدسی

کہ بالتحقیق اللہ تعالےٰ جب اپنے کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو جبرئیل کو بلا
ہے اور فرماتا ہے بے شک میں فلاں شخص کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اُسے دوست رکھ
حضرت نے فرمایا۔ پھر جبرئیل بھی دوست رکھنے لگتا ہے۔ پھر جبرئیل آسمانوں میں پکارتا ہے
بس کہتا ہے کہ بتحقیق اللہ فلاں آدمی کو دوست رکھتا ہے سو تم بھی اُسے دوست رکھو، پس اہل آسم
اس سے دوستی رکھنے لگتے ہیں۔ پھر اس کے واسطے زمین میں عام مقبولیت رکھی جاتی ہے۔
(مسلم شریف)

تو آپ حضرات خود ہی فیصلہ فرمالیں کہ وہ کون سی مقدس ہستیاں ہیں جو اہلِ زمین پر
عام مقبول ہیں جن کی طرف بغیر اشتہار دیئے، بغیر ریڈیو، ٹی وی پر پراپیگنڈہ کئے لوگ ہر دم
ان کی طرف کھچے چلے آتے ہیں۔ یہ ہیں سید الاولیاء علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ کی ولایت
سے فیض پانے والے بارہ آئمہ اہلِ بیت، اولیاء چشت اہلِ بہشت، اولیاء سلسلہ قادریہ، سہروردیہ
اور نقشبندیہ۔ جن کے مزارات پر چوبیس گھنٹے اللہ اللہ کا ورد ہوتا رہتا ہے۔ کیوں نہ ہو جبکہ خود
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی ایک نشانی یہ بھی بیان فرمائی کہ ان کو دیکھ کر اللہ
یاد آتا ہے۔ جب اللہ یاد آئے تو اللہ اللہ کا ورد ہونا لازمی ہے۔ اور جس رستے کو ان مقدس
ہستیوں نے اختیار کیا وہی سیدھا راستہ ہے اور اسی پر چلنے کی تاکید ہے۔ "وان ھذا
صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذالکم
وصکم بہ لعلکم تتقون o ۵۳ (الانعام)

ترجمہ: "اور یہ کہ یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو اور راہیں نہ چلو کہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ یہ تمہیں حکم فرمایا کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔"

جب آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں ان مقدس ہستیوں کو ڈھونڈنا چاہیں گے۔ تو آپ ائمہ اہلِ سنت اور صراطِ مستقیم پر پائیں گے سرکارِ بغداد جناب محبوب سبحانی قطب ربانی، شاہباز لامکانی حضرت سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی کو اور حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کو۔ سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری کو اور حضرت مجدد الف ثانی سرہندی کو اور ان کے متوسلین میں سے فرید الحق والدین حضرت خواجہ فرید الدین شکر گنج کو اور محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی کو اور حضرت خواجہ تونسوی، سیالوی، میروی اور مہاروی کو اور خواجہ جلالپوری، علی پوری، شرقپوری اور لائلپوری کو اور حضرت خواجہ مورٹروی اور گولڑوی کو اور سخی سلطان باہو کو رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ یہی وہ اللہ کے دوست ہیں جنہوں نے اپنی زندگیاں خدا اور رسولؐ کے لئے وقف کر دیں اور بھٹکے ہوئے گمراہوں کو راہِ ہدایت دکھائی۔ ایسی ہی برگزیدہ ہستیوں کو اللہ تعالیٰ نے حزب اللہ یعنی اللہ کا لشکر فرمایا ہے نیز فرمایا: اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ خبردار! اللہ کا لشکر ہی فلاح پانے والا ہے۔ ۲۲ المجادلہ۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان مقبول ہستیوں کی محبت نصیب کرے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور جملہ بدعقائد مذاہب سے بچائے ھذا صراطی مستقیما یہی میرے رب کا سیدھا راستہ ہے۔ و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و علیٰ اٰلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ آمین

والسلام

احقر العباد فقیر حاجی نواب الدین عفی اللہ عنہ گولڑوی

۱۶ ذی الحج ۱۳۰۱ھ۔

تتمّہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

قارئین کرام!

آپ کے ہاتھ میں روپ بہروپ کا دوسرا ایڈیشن بمعہ ترمیم واضافہ کے موجود ہے پہلے ایڈیشن میں مختصراً نفاق کے چند چہرے آپ کے سامنے پیش کئے تھے اور کچھ بقایا تھے۔ جن میں سے چند اور کی بھی نشاندہی موجودہ ایڈیشن میں کی گئی ہے۔ نیز استاذ العلماء حضرت مولانا محمد غازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "مجادلہ بردو سالہ" میں بھی دو ایک کی نشاندہی کی ہے چنانچہ علامہ مذکور کے تعارف کے ساتھ ان کے رسالہ سے مطلوبہ اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ آئیے! پہلے ان سے تعارف ہو جائے۔

استاذ العلماء مولانا مولوی محمد غازی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ موضع موچی کڑی علاقہ اٹک کے پٹھان تھے۔ آپ مکہ مکرمہ میں مدرسہ صولتیہ میں مدرس تھے۔ بقول استاذی المکرم شیخ الحدیث والتفسیر الحاج حضرت علامہ پیر سید محمد زبیر شاہ صاحب زاد اللہ فیضہٗ مہتمم جامعہ اسلامیہ غوثیہ چکوال کہ جب حضور اعلیٰ گولڑوی حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ حج بیت اللہ شریف کے لئے تشریف لے گئے۔ تو مولوی محمد غازی صاحب کی ملاقات بیت اللہ شریف میں ہو گئی۔ دوران گفتگو مسئلہ علم غیب پر بحث شروع ہو گئی۔ قبلہ عالم قدس سرہٗ نے فرمایا۔ مولوی صاحب حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علم تو بعد از خدا سب سے زیادہ ہے۔ ہماری گفتگو تو فتح جنگ میں سائیں حاضر بھی سن رہے ہیں۔ جس پر مولوی صاحب نے اظہار تعجب فرمایا اور خاموش ہو گئے۔ اور جب مولوی صاحب گھر ملنے آئے تو سائیں حاضر سے بھی ملے۔ آپ نے بیت اللہ شریف میں پیر صاحب سے ہونے والی گفتگو دہرادی تو مولوی صاحب کی دل کی دنیا بدل گئی اور پھر گولڑہ شریف

کے ہی ہو رہے۔ اور باقی عمر اسی جگہ درس و تدریس اور فتوی نویسی میں گزار دی۔ اور مدرسہ میں ہی حضرت اچھی صاحب کے پہلو میں دفن ہوئے۔

لج پال پریت نوں توڑ دے نہیں جس دی بانہہ پھڑنے پھیر چھوڑدے نہیں

آپ نے رد وہابیت میں ایک رسالہ عجالہ بر دو سالہ لکھا۔ یہاں پر اسی رسالہ سے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔ پہلے آپ ان کی زبانی وہابی کا معنیٰ سننے جائیے:۔

وہابی

کا معنیٰ کیا ہے

(از جناب مولانا مولوی محمد غازی صاحب استاد حضرت قبلہ بالوجی رحمۃ اللہ علیہ)

مولوی محمد حیدر اللہ خاں صاحب درانی المجددی النقشبندی اپنی کتاب درۃ الدرانی میں لکھتے ہیں۔ مورخ ملطبرون جغرافیہ عمومیہ مطبوعہ کی تیسری جلد مترجمہ رفاعہ بیگ ناظر مدرسۃ الالسن میں لکھتا ہے۔ کہ محمد بن عبدالوہاب کے متعلق تمام عرب میں اور علی المخصوص یمن میں یہ قصہ مشہور ہے کہ ایک شخص غریب الحال سلیمان نامی جو چرواہا تھا۔ اُس نے خواب میں دیکھا کہ آگ کا ایک شعلہ اُس کے بدن سے جدا ہو کر زمین میں پھیل گیا ہے۔ اور جو اس کے سامنے آتا ہے اس کو جلا دیتا ہے۔ یہ خواب اس نے معبرین کے سامنے بیان کیا جو ایسے خوابوں کی تعبیر جانتے تھے۔ انہوں نے اس خواب کی یہ تعبیر بتائی کہ اس کا ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جو بڑی طاقت اور دولت پائے گا۔ آخر کار اس خواب کا معنیٰ سلیمان کے بیٹے محمد بن عبدالوہاب کے وجود سے ہو گیا۔ جو ۱۱۱۱ھ میں متولد ہوا اور بعد از ہزار دو صد سال ۱۲۰۶ھ میں فوت ہو گیا۔ یعنی اس نے چھیانوے ۹۶ سال کی عمر پائی۔ اور ابتداً اس نے شیخ محمد سلیمان کردی شافعی اور شیخ محمد حیات سندھی حنفی رحمۃ اللہ علیہما سے علم حاصل کیا۔ لیکن یہ ہر دو بزرگ اپنے نور فراست سے کہا کرتے تھے کہ یہ (محمد بن عبدالوہاب) ملحد ہو گا۔ اور نیز اس کا شغل بھی اسی قسم کا تھا کہ اکثر مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی اور طلیحہ اسدی وغیرہ کے حالات کا مطالعہ کیا کرتا جنہوں نے اُس کے قبل نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور خدا کی قدرت ہے کہ اس کو پورے طور سے کسی علم و فن میں دستگاہ ہی نہ ہوئی۔ اور اسی واسطے علماء وقت کی رد و قدح نے اُس کو جواب دینے کی قدرت نہ دی۔ جبکہ ۱۱۴۳ھ میں اُس نے علماء مدینہ طیبہ سے مقابلہ کرنا چاہا۔ ملطبرون لکھتا ہے

کہ یہ شخص بوجہ اپنے دادا کے خواب کے لوگوں کی نظروں میں محترم رہا۔ اور اپنے عقائد ظاہر کر
اوّل اُس نے اپنے کو قریش اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل سے ہونا ظاہر کیا۔ اور کہا۔ اس
بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک کی مثل محمد ہے۔ گویا آنحضرت کے ہمنام ہونے کا
رکھتا ہے۔ پھر اُس نے چند اصولی عقائد مرتب کئے کہ فقط قرآن کریم کی اتباع واجب ہے نہ اُن فروعات
جو اُس سے مستنبط ہیں اور محمد اگرچہ اللہ کا رسول اور دوست ہے۔ لیکن اُن کی مدح اور تعظیم کرنا لائق
کیونکہ مدح و تعظیم صرف خدائے کریم کے لئے شایان ہے۔ لہٰذا کسی غیر کی مدح اور تعظیم قبیل شرک
اور چونکہ لوگوں کو ایسا شرک کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا۔ لہٰذا اُس نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے تا
ہیں اُن کو سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کروں۔ پس جو کوئی مجھے قبول کرے گا وہ دوستوں میں سے ہوگا
جو کوئی میرا حکم نہ مانے گا وہ عذاب کا مستحق ہے اور اس کا قتل بلا شبہ واجب ہے۔ سو یہی اس کا دعویٰ نبوت

پھر مؤرخ سلطبرون لکھتا ہے کہ یہ عقیدہ محمد بن عبدالوہاب نے پہلے پوشیدہ ظاہر کیا اور چند لوگ اس کے
ہو گئے اور پھر ملک شام کی طرف چلا گیا۔ لیکن وہاں اس کی کچھ بن نہ آئی۔ اور آخرکار تین برس کے بعد بلادِ عرب
کی طرف واپس آیا۔ اور مدینہ منورہ میں سنہ ۱۱۴۳ھ میں گیا۔ لیکن وہاں کے علماء نے اُس کی اُس وقت خوب خبر لی۔
بالآخر سنہ ۱۱۵۰ھ میں نجد کے اطراف بدوی لوگوں میں اس کا فسون اثر کر گیا۔ اور اسی اثناء میں ایک شخص
ابن مسعود مسمّی باسم محمد جو قبیلہ نجد کا ایک مشہور پیرزادہ تھا اور جس کے عرب کے کئی قبائل اس کے خاندانی
مرید اور مطیع تھے اُس نے اپنی مخفی آرزو کے لالچ سے کہ اس کی حکومت عالمانہ بصورت ریاست کسی
طرح سے بڑھے اور اس مشہور خواب کے لحاظ سے کہ غالباً محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان کا جادو چل
جائے گا اور اس کے مذہب کی تائید سے اس کا دلی ارادہ پورا ہو نکلے گا۔ اس نے محمد بن عبدالوہاب کا مذہب
قبول کر لیا اور اس کے سارے مرید آبائی بھی اس کے ساتھ ہو لئے۔ اور اس نے مذہب وہابیہ کی اس قدر تقویت
دی کہ اطراف واکناف کے اعراب اور بدوی سب کے سب اس کے مطیع ہو گئے تھے کہ ایک ریاست
کی صورت نمایاں ہو گئی۔ اور محمد بن عبدالوہاب ان کا امام مقرر پایا۔ اور ابن مسعود اس کے لشکر کا سپہ سالار
مقرر ہوا۔ اور مدینہ درعیہ انہوں نے اپنا دارالسلطنت معین کیا اور رفتہ رفتہ ایک لاکھ بیس ہزار کی
فوج باقاعدہ مرتب کر کے اپنے ملک کی توسیع میں ساعی ہوا۔ مگر حیات نے وفا نہ کی اور وہ اپنے
ارادوں میں کامیاب نہ ہوا تھے کہ ابن مسعود کا بیٹا عبدالعزیز اس کا جانشین ہوا جو شجاعت اور
ہمت میں اپنے باپ سے بڑھ کر نکلا اور محمد بن عبدالوہاب کے اعتقاد اور قواعد کے مطابق دعوتِ دین

وہابیہ جبر و در شمشیر شروع کردی۔ پس جبکہ عرب کے کسی قبیلہ کو اپنا مطیع بنانا چاہتا تو اولاً کسی ایک کو اس کی تفہیم کے لیے بھیجتا تاکہ وہ اس کے اعتقاد کے مطابق تفسیر و تاویل قرآن کو مانے۔ پس اگر وہ اس کا اعتقاد قبول کر لیتا تو اس کو امن دے دیتا ورنہ اس کی بیخ و بنیاد اکھیڑ کر کے تمام اموال و مویشی غارت کر لیتا۔ لیکن بچوں اور عورتوں کا تعرض نہیں کرتا تھا۔ اور مطیع قبیلوں سے ہر قسم کے اموال اور نقود میں سے عُشر لیتا۔ چنانچہ رفتہ رفتہ وہابیہ کی طاقت بحر احمر اور فارس اور حلب اور دمشق اور بغداد کے اطراف و اکناف تک پھیل گئی۔ حتیٰ کہ عبد العزیز ابن مسعود کے مرنے کے بعد بتاریخ ۸، محرم ۱۲۱۸ھ مسعود بن عبد العزیز ایک لشکر کثیر کے ساتھ کعبۃ اللہ پر حملہ آور ہوا اور خاص خانہ کعبہ میں خونریزی کی۔ جس کی شان بقول قرآن ہے کہ من دخلہ فکان امنا لیکن اس نے اُمن کو غیر اُمن بنا دیا۔ اور حدود حرم جس میں جنگلی بھیڑیا بھی قدرتی ادب کے لحاظ سے ہرن کا تعاقب بمجرد داخل ہونے کے چھوڑ دیتا ہے۔ اس وہابی بھیڑیے کے پنجہ سے حرم جل گیا۔ اور چاروں مصلے جلا دیئے گئے اور قبے گرا دیئے گئے اور ان میں بول و براز کر کے تحقیر کی گئی اور اسی محرم کے پہلے ہفتہ میں اس نے ایک رسالہ ابن عبد الوہاب کا اہل مکہ کی طرف بطور تحیت و دعوت بھیجا جس کی اصل عبارت کا ایک حصہ نقل کیا جاتا ہے تاکہ اس کے دیکھنے سے مشتے نمونہ خروار باعث ہو۔ چنانچہ لکھا ہے۔

ترجمہ عربی: ۔ "یعنی جو کوئی یہ اعتقاد کرے کہ نبی کا نام لینے سے نبی اس پر مطلع ہو جاتا ہے تو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ پھر خواہ یہ اعتقاد کسی نبی کے ساتھ ہو یا ولی یا فرشتہ یا جن بھوت یا صنم یا بُت کے ساتھ ہو۔ پھر خواہ یہ اعتقاد کرے کہ اس کا علم اس نبی وغیرہ کو بذاتہ حاصل ہوتا ہے یا اللہ تعالےٰ کے اعلام سے الغرض جس طریق سے یہ اعتقاد ہو اس سے مُشرک ہو جاتا ہے اور جو کوئی نبی وغیرہ کو اپنا ولی اور شفیع ہونا اعتقاد کرتا ہے۔ تو وہ اور ابوجہل دونوں شرک میں برابر ہیں۔ پہلے بُت لات اور سواع اور عُزیٰ تھے۔ لیکن پچھلے بُت (نعوذ باللہ نقل کفر کفر نباشد) محمد اور علی اور عبد القادر ہیں۔ جو شخص اپنی حاجت کے وقت یا اللہ نہیں کہتا۔ یا محمد کہتا ہے اور اگرچہ اس کو ایک بندۂ عاجز سب باتوں میں اعتقاد

کرتا ہے۔ تو بھی مشرک ہو جاتا ہے اور تجھے اس باب میں ہمارا شیخ تقی الدین ابن تیمیہ بس ہے۔ اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ محمد کی قبر مشاہد اور مساجد اور آثار کی طرف یا کسی دوسرے نبی یا ولی یا دوسرے فرشتوں کی طرف سفر کرکے جانا شرک اکبر ہے۔"

پس مکہ کو غارت کرکے اس نے سنہ ۱۲۲۰ھ میں مدینہ طیبہ پر چڑھائی کی اور ایسا تاراج کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ مبارک کو توڑا۔ خزائن بے شمار لے گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ساٹھ اونٹوں پر لاد کر لے گیا۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعود بن عبدالعزیز نے جبکہ وہ محمد علی پاشا خدیو مصر کے سامنے گرفتار کرکے لایا گیا تو اس کے پاس سے ایک صندوق ملا جس میں سے تین سو ٹوٹے آبدار کلاں اور کئی دانے زمرد کلاں کے نکلے اور اقرار کیا کہ یہ صندوق بھی حجرہ نبویہ میں سے اس کے والد مسعود نے نکالا تھا۔ پس مسعود نے فقط اس غارت پر اکتفا نہ کی بلکہ (مکہ میں) قبہ مولد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ابوبکر صدیق اور علی ابن ابی طالب اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہم کے قبے سبھی گرا دیئے۔ اس خیال سے کہ یہ بھی اصنام (بُت) ہیں اور (مدینہ منورہ میں) روضہ رسول کریم کے گنبد پر چڑھ کر جب گرانے لگا تو عجب قدرت حق ظاہر ہوئی کہ سارے وہابی سرنگوں گر کر مرے اور اسی اثنا میں ایک آگ کا ایسا شعلہ نکلا۔ جس نے بتوں کو جلایا اور اسی طرح ایک اژدہا حضرت موسےٰ کے اژدہا کی طرح نکلا۔ جس نے قوم فرعون کی طرح افواج وہابیہ کا تعاقب کیا۔ (اس ظالم نے جنت البقیع میں تمام صحابہ کبار و آل اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزارات بھی گرا کر زمین بوس کر دیئے) اور اتنے میں بحکم سلطان معظم محمد علی پاشا خدیو مصر مقرر ہوا اور اس کا بیٹا طوسون جس کے ساتھ سید احمد طحطاوی محشی دُرمختار بھی مصر میں آئے تھے۔ بحکم والد خود ایک لشکر عظیم کے ساتھ مدینہ منورہ کے دروازہ پر وہابیہ کی بیخ کنی کے لئے آپہنچا۔ اس وقت عثمان مضائفی سپہ سالار وہابیہ نے مدینہ کے دروازے بند کر لئے۔ لیکن طوسون نے زمین کے نیچے سے سرنگ لگائی اور طوسون نے اندر گھس کر نجدیوں پر قیامت برپا کر دی اور مقید وہابیوں کے کان کتروا دیئے گئے اور مدینہ منورہ سنہ ۱۲۲۷ھ میں وہابیوں کے وجود سے پاک ہو گیا اور سنہ ۱۲۲۹ھ میں عثمان مضائفی بھی گرفتار ہو کر قسطنطنیہ میں قتل کیا گیا۔ لیکن سنہ ۱۲۲۹ھ میں مسعود کے فوت ہونے کے ساتھ ہی اس کا بیٹا عبداللہ بن مسعود اس کا جانشین ہوا اور آخر کار وہ بھی حروب کثیرہ کے بعد محمد علی پاشا خدیو مصر کے دوسرے فرزند ابراہیم پاشا کے ہاتھوں ذیقعدہ سنہ ۱۲۳۳ھ میں مدینہ و درعیہ پایۂ تخت وہابیان فتح ہو کر گرفتار ہو گیا اور [illegible]

پر قتل کیا گیا اور وہابیوں کی قوت اور دولت کا (اس دفعہ) خاتمہ ہوا اور اس فرقہ کے لوگوں کو پوری پوری سزائیں بطور تعزیر دی گئیں۔ یعنی مقید کئے گئے۔ اور کان کتر دیئے گئے۔ اور امن و امان قائم ہوا اور پھر از سر نو مکہ اور مدینہ میں چاروں مصلے قائم ہوئے اور ملک عرب اس ناپاک فرقہ سے پاک ہو گیا۔

وہابی نامہ میں ہے کہ عرب میں اس فرقہ کی اتنی طویل میعاد ہونے کا سبب یہی ہے کہ ابتداً ان میں غفلت رہی اور مکہ اور مصر کے پاشا جلد جلد فوت ہوتے رہے۔ اور ان کے تغیر و تبدل سے انتظام ٹھیک نہ ہوا اور یہ فرقہ زور پکڑتا گیا۔ (حرمین شریف پر پھر ان کا قبضہ ہو گیا)۔ مگر خدائے تعالٰے کی عجیب قدرت ہے۔ کہ اس فرقہ کا داعیہ ہند و پنجاب میں منتقل ہو گیا گویا خدا کے غضب نے اس ملک میں ظہور کیا (دہلی میں مولوی اسماعیل قتیل) اور پنجاب میں اس مذہب کی اشاعت مولوی عبداللہ غزنوی کے وجود سے ہوئی جو اسی مذہب کی بدولت غزنی سے رسوائی کے ساتھ نکالا گیا۔ اور اولاً بصورت درویشاں حضرت کوٹھہ والے ایک بزرگ نقشبندی کی صحبت میں رہا۔ مگر آخر کار وہاں سے بھی اس کو نکلنا پڑا۔ اور حضرت اخوند صاحب کے فتووں اور مریدوں سے ڈر کر امرتسر میں جاگزیں ہوا اور وہابیت کا بیج بویا۔ پس پنجاب میں اس وقت جس قدر وہابی مولوی ہیں وہ سب اسی غزنوی مولوی کے تبیع اور مقلد ہیں۔ اور ہم کو ان کے فروعی اعتقادات اس موقع پر نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہ اس قدر مشہور ہیں کہ عورتیں اور بچے بھی اس سے واقف ہیں۔ اور خدا ہم کو اور ہمارے دوستوں کو ان کے شر سے بچائے اور صلح و خیر کے حنفی راستے پر قائم رکھے آمین یارب العالمین۔

اب آپ کی خدمت میں مولانا محمد غازی صاحب رحمتہ اللہ کے رسالہ "عجالہ بر دو سالہ" کے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔

اس کا ایک بہروپ امام ابن تیمیہ

صفحہ ۲:۔ یاد رہے کہ اس (وہابی) عقیدہ کا بانی امام ابن تیمیہ متولد ۶۶۱ھ و متوفی ۷۲۸ھ تھا۔ جس نے مدینہ طیبہ کی طرف جانا بقصد زیارت قبر النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم (جو مومنین کے لئے بکتاب و سنت و اجماع و قیاس اعلیٰ ذریعہ نجات ہے) حرام کہا اور اللہ تعالٰے کو محل حوادث اور باری تعالٰے کی صفت ذاتی کو حادث وغیرہ بدعات سئیہ پر جرأت کرنے کے باعث ائمہ اربعہ سے علیحدہ ہونے کے علاوہ امام ہمام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے فرمان ذیل مندرجہ فقہ اکبر کا مصداق بنا۔ (وصفاتہ فی الازل

اسد پر ملا علی قاری صفات کی تشریح میں لکھتے ہیں۔ (اعنی الحیٰوۃ والقدرۃ والعلم والکلام الخ)

اس کا دوسرا بہروپ محمد بن عبدالوہاب نجدی

بعد ازاں خلیفہ اس کا محمد بن عبدالوہاب متولد سنہ ۱۱۱۱ھ متوفی سنہ ۱۲۰۶ھ چھیانوے سال کی عمر پاکر بعد از ہزار خرابی صحت فوت ہوگیا۔ ہزار ہا مسلمانوں کو اس وجہ سے کہ مدینہ طیبہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو جانیوالے اور معاذ اللہ (یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہنے والے گو آپ کو بندۂ غیر متصرف ہی سمجھیں مشرک ہیں۔ اور پہلے زمانہ کے بت لات وعزیٰ تھے اور پچھلے زمانہ کے بت (معاذ اللہ) محمد و علی وعبدالقادر ہیں) ناحق قتل کر ڈالا۔ چنانچہ تاریخ اس پر شاہد ہے۔ پھر موجودہ زمانہ سنہ ۱۳۲۶ھ میں اس ناپاک عقیدہ نے ایسی ترقی کی کہ معاذ اللہ حق سبحانہٗ تعالےٰ کو ابن تیمیہ کے علنگ خدائی عبدالاحد خانپوری نے اپنی کتاب مسمّٰی "باقامۃ البرہان علی بطلان التبیان" کے صفحہ ۱۳ جلد اول پر حادث لکھ مارا۔ گویا شیخ سے ایک قدم آگے بڑھا۔ کیوں نہ ہو ترقی اسی کا نام ہے۔

ص۱۸:۔ اما ۰ السابقون فاللات والعزیٰ واما اللاحقون فمحمد وعلی وعبدالقادر الخ) واے بہر حال آن کس جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مقبولان حق کو معاذ اللہ صنم اکبر یعنی بڑا بت بولے وغیرہ وغیرہ)

ص۱۴:۔ مشروعیۃ زیارت شریف کے انکار کی وجہ سے علماء کرام نے اس پر بہت تشنیع کی ہے۔ کیونکہ اس نے (ابن تیمیہ نے) ایک اعلیٰ ذریعہ نجات کا دروازہ بند کرنا چاہا۔

ص۱۵:۔ اس اجماع سے علیحدہ صرف ابن تیمیہ ہی ہوا ہے ۔۔۔ سب علماء کا سوائے اس کے چند متبعین کے اتفاق ہے کہ ابن تیمیہ نے قول بحرمت زیارت قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ والسفر الیہ میں سخت غلطی کی ہے۔ ایسا ہی باری تعالےٰ کو محل حادث ٹھہرانے میں اور مثل اس کی عدم وقوع ثلاث میں بلفظ ثلاثاً کے وغیرہ وغیرہ)

ص۱۷:۔ حدیث لاتشد الرحال الا الی ثلاثۃ مساجد کو ابن تیمیہ نے حرمت زیارت کے لئے پیش کیا ہے۔ دراصل یہ ایک ابلیسی دھوکا تھا۔ جو اس کو کم فہمی کے باعث شیطان کے ہاتھ سے لگ گیا۔ کیونکہ ان تین مساجد مسجد حرام، مسجد نبوی اور بیت المقدس کی طرف سفر اور شد رحال (کجاوے کسنے) خیر وبرکت کے حصول کا اعلیٰ ذریعہ ہے۔ کیونکہ ان تین مساجد کے علاوہ باقی تمام مساجد مرتبہ میں برابر ہیں۔ اور غور کرنے کے بعد اسی حدیث لاتشد الرحال سے ثابت ہوتا ہے کہ امکنہ متبرکہ اور عبادت گاہیں مقبولان خدا جل وعلا کی طرف شد رحال وسفر، خیر وبرکت حصول کا اعلیٰ ذریعہ ہے

ص۱۳ اور احادیث ذیل سے بخوبی ثابت ہو جائے گا کہ نجات کے لئے یہ ذریعہ کبریٰ جاری ہے۔ ترجمہ ۱۔جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے۔ ۲۔جس نے میری زیارت میرے مرنے کے بعد کی گویا اس نے میری زیارت میری زندگی میں کی۔ ۳۔جس کا کوئی مطلب میری زیارت کے بغیر نہیں اور اس نے صرف میری زیارت کا قصد کیا تو اس کی شفاعت میرے پر ثابت ہوگئی۔ ۴۔ اور جس نے حج کیا اور میری قبر کی زیارت نہیں کی اس نے گویا مجھ پر ظلم کیا۔

ص۱۵:۔ اور میری حدیث لا تجعلوا قبری عیداً یعنی میری قبر کو عید نہ بناؤ کا مطلب بھی ناظرین سے بعد لحاظ ثبوت مشروعیت زیارت قبر شریف بقرآن و حدیث و اجماع و قیاس مخفی نہیں رہ سکتا۔ یعنی یہود و نصاریٰ کی طرح بغیر قصد حصول مغفرت و سلام و صلوٰۃ۔ صرف لباس فاخرہ پہن کر میری قبر کے پاس لہو و لعب میں مشغول نہ ہو جیو۔

تیسری حدیث اللهم لا تجعل قبری وثنا یعبد الخ ۔اس کا مطلب بھی صاف ہے کہ میری قبر کی پرستش بتوں کی طرح نہ کیجیو نہ یہ کہ میری قبر کی طرف ہرگز نہ آنا۔ اگر آگئے تو مشرک، بت پرست ہو جاؤ گے۔

ناظرین ارباب بصیرت آیات وارده درحق مشرکین کا مطلب بھی خیال فرما سکتے ہیں کہ اُن سے مقصود بھی شرک اور بت پرستی سے روکنا ہے نہ یہ کہ توسل اور ندا سے۔

ص۲۰:۔ ہر مذہب کے علماء ہزار تصریحات بنا دیں، مگر ابن تیمیہ و ابن قیم کو سامحہما اللہ تعالےٰ اس قسم کے مسائل ادب و تعظیم و توسل میں معلم ملکوت نے بھی تعلیم نہیں دی۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت حیات و ممات میں یکساں ہے اور اسی وجہ سے آپ کی طرف پیٹھ کرنا ناجائز و خلاف ادب سمجھتے ہیں اور اسی وجہ سے یعنی بلحاظ ادب و حیات معنوی ذرت قبر النبی علیہ السلام بولنا مکروہ سمجھتے ہیں بجائے اس کے ذرت النبی علیہ السلام کہنا چاہیئے یعنی بجائے قبر کی زیارت کے نبی علیہ السلام کی زیارت کہنا چاہیئے۔

اور ابن تیمیہ اس قول امام مالک رحمتہ اللہ کا (پہلا حصہ بیان کر کے) اپنے مدعا کے مطابق یہ مطلب ٹھہراتے ہیں کہ زیارت قبر شریف کی مکروہ ہے۔

ص۱۹:۔ ہمارے قیاس میں ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد ابن قیم اور عبد الہادی اس مسئلہ میں اور ایسا ہی بعض اور مسائل میں اجماع کے خلاف کرنا جس کی وجہ سے وہ حنبلی ہونے سے خارج ہو گئے ہیں۔ اُسی بنا پر ہے کہ اوپر گزری۔ یعنی اپنی دانست میں یہ لوگ توحید نارعبت

کر رہے ہیں۔ ورنہ ان کے متبحر عالم اور خادم اسلام ہونے میں کسی کو کلام نہیں۔ انسان سے خطاء بھی ہو جاتی ہے۔ مگر ان چند مسائل میں ان کو ۔ ان کے متبعین کو ایسی تعلیم مذکورہ بالا دی ہے کہ ہرگز تائب نہ ہوں گے۔ معلم بھی کم درجے کا نہیں۔ مدت تک معلم الملکوت رہا ہے۔ ابن تیمیہ نے نہ کوئی صوفی چھوڑا اور نہ کوئی فقیہہ اور نہ کوئی عالمان علم کلام میں سے اشعری، یا تریدی اور نہ کوئی عالم۔

صلاا :۔ کیا اچھا ہوتا اگر ابن تیمیہ بھی سلف صالحین کی طرح توحید اور زیارت و توسل و سفر الزیارۃ بروجہ مشروع سب کا لحاظ رکھتا۔ جیسا کہ ہم کو توحید کے ساتھ ایمان ضروری ہے۔ ایسا ہی اللہ تعالےٰ کے مؤکدہ احکام کی تعظیم بھی فرض ہے۔ ایک بندہ مقبول کی توہین جس کی تعظیم کے لئے صریح ارشاد آچکا ہے۔ موجب حرمان و طوق لعنت ہے۔ سارے عالم کے پیشِ نظر کامل نظیر اس کی واقعہ ابلیس ہے۔ ہر چند اس کو اللہ تعالےٰ نے اپنے مقبول بندے آدم علیہ السلام کی تعظیم کے بارے میں ہدایت فرمائی۔ مگر ازلی شقاوت غالب ہی رہی حتےٰ کہ حضرت موسےٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام بھی اپنے زمانہ میں فرما رہے ہیں کہ اگر اب بھی تو آدم علیہ السلام کی قبر کی طرف سجدہ کرے تو میں تمہارے لئے بارگاہِ الٰہی میں مغفرت طلبی کرتا ہوں مگر اپنی وضع کو نہ بدلا۔ شیطان کی عبادت و علم میں کسی کو کلام نہیں، مگر حسد و عناد ہمیشہ محرومیت و ملعونیت کا منہ دکھاتے رہے۔

نوٹ :۔ انکارِ سجدہ تعظیمی ہی معلم الملکوت (ابلیس لعین) کے لیے خروجِ جنت کا باعث بنا۔ دراصل یہ انکارِ سجدہ خلیفۃ اللہ حضرت آدم علیہ السلام کی بے ادبی تھی۔ اور اس واقعہ کو قرآن مجید کے شروع میں ہی بیان فرما کر ثابت کر دیا کہ جنت تو ادب والوں کی جگہ ہے۔ اور جس طرح بے ادب کو جنت سے نکال باہر پھینکا گیا ہے۔ اسی طرح بے ادب جنت میں داخل بھی نہیں ہو سکتا چاہے کتنا بڑا موحد، عالم اور عابد ہی کیوں نہ ہو۔ عبادت کا یہ عالم کہ دس لاکھ سال اللہ تعالےٰ کو سجدے کئے اور اسی ہزار سال بیت المعمور کا طواف کیا۔ اور علم کا عالم یہ کہ معلم الملکوت یعنی فرشتوں کا استاد ٹھہرا اور موحد اتنا بڑا کہ لعنت کا طوق گلے میں ڈال لیا اور جنت سے باہر پھینکا گیا۔ مگر بزعم خویش غیر اللہ کو سجدہ کرنا گوارا نہ کیا تاکہ توحید میں فرق نہ آجائے۔ وہ خلیفۃ اللہ کو غیر اللہ ہی سمجھتا رہا۔ جیسے آج کل کے موحد انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو غیر اللہ میں شامل کر کے اپنے بڑے کی سنت ادا کر رہے ہیں۔

تو ثابت ہوا کہ "خالص توحید" شیطان کا وسوسہ ہے اور یہی خالص توحید اسے

دبی۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ اگر خلیفۃ اللہ کی تعظیم بھی کر لیتا تو کام بن جاتا۔ مگر والے
لے تکبر اور حسد تیری آگ تو جہنم پر بھی غالب آگئی۔ اس نے کافر ہونا اور جہنم میں جانا قبول کر
یا۔ مگر بوجہ حسد و تکبر آدم کو سجدہ نہ کیا۔ ابیٰ واستکبر وکان من الکافرین اور کلمہ توحید لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ کا مطلب بھی یہی ہے کہ عبادت اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے اور تعظیم و تکریم
اور توقیر اللہ کے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے۔ نیز فرمایا وتعزروہ وتوقروہ
وتسبحوہ بکرۃ واصیلا کہ میرے محبوب کی تعظیم و توقیر کیجئے اور پھر صبح و شام میری تسبیح بیان
کیجئے۔ یعنی پہلے تعظیم مصطفیٰ بعد میں عبادت کبریا۔

تو شیطان مردود نے عرض کیا بار الہا میری اتنی بڑی ریاضت و عبادت کا کچھ صلہ عنایت
ہو جائے۔ حکم ہوا۔ فاخرج منہا انک رجیم۔ تو جنت سے نکل جا بتحقیق تو مردود ہے۔ پھر
عرض کیا کہ اس توحید پرستی کا کوئی سرٹیفکیٹ یا تمغہ عنایت فرمایا جائے تو ارشاد ہوا۔ ان علیک لعنتی
الی یوم الدین کہ تا قیامت تجھ پر میری لعنت برستی رہے گی اور جہنم تجھ سے اور تیرے متبعین موحدین
سے بھر دی جائے گی۔

فاعتبروا یا اولی الابصار ؂

از خدا خواہیم توفیق ادب　　　　بے ادب محروم ماند از لطف رب

• اب مولوی محمد غازی رحمۃ اللہ صاحب اپنے رسالہ "عجالہ بردو سالہ" میں نصیحت فرماتے ہیں:

صفحہ ۴:۔ اصل مطلب تالیف اس کتاب سے یہ ہے کہ کم علم لوگ ابن تیمیہ کی طویل تحریرات
کو دیکھ کر اپنا مذہب حق نہ چھوڑ دیں۔ علماء کرام نے بڑی تاکیدی ہدایتیں فرمائی ہیں کہ ابن تیمیہ
کی تالیفات کو کوئی شخص بغیر جید عالم کے ملاحظہ نہ کرے۔ یعنی وہ عالم کہ اس کے عقائد فاسدہ
و مضامین کاسدہ کی تردید پر قابو نہ ہو۔ ورنہ کم فہم اور بودے لوگ بالکل بدعقیدہ ہو جائیں گے۔

صفحہ ۱۵:۔ ابن تیمیہ کی تصانیف گو خزانہ کی طرح جواہر نفیسہ سے پُر ہیں مگر اس کے خانہ زاد
عقائد خلاف اجماع کے سانپ ہلاک کرنے والے بھی اُس پر بیٹھے ہیں۔ لہٰذا ہر کسی کو اس کے
تالیفات کو دیکھنے کی اجازت نہیں۔ سوا اس شخص کے جو خدا تعالیٰ کے فضل اور خداداد علم کی
قوت سے خذ ما صفا ودع ما کدا کے طور برتاؤ رکھے اور اُس کے عقائد باطلہ کی تردید پر
قادر ہو۔

سبکی و قسطلانی و خفاجی وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے خاص اُسی عالم کے لئے دی ہے جو اس کے مسائل شاذہ مخالفہ اجماع و عقائد مبتدعہ سیئہ کی تردید پر قادر ہو دوسرے کے لئے نہیں

صفحہ ۹ :- ابن تیمیہ توسل و شفاعت و دعا بعد وفات کا بھی منکر ہے ۔

صفحہ ۲۹ :- ابن تیمیہ خود عرش مجید کے قدیم ہونے کا قائل ہے ۔ ابن تیمیہ کی کتاب العرش ملاحظہ ہو۔ امام سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ کتاب العرش کو ابن تیمیہ کی سب تصانیف سے قبیح تر لکھتے ہیں کما قال و کتاب العرش من اقبح کتبہ ۔ شیخ ابوحیان پہلے ابن تیمیہ کے معتقد تھے ۔ مگر اس کتاب کو پڑھنے کے بعد لعنتیں بھیجتے تھے ۔

۷۰۵ھ میں مباحثہ مشقیہ میں اس کے لاجواب ہو جانے پر عام منادی کرادی تھی کہ جو کوئی ابن تیمیہ کے عقائد پر ہو اس کا مال اور خون مباح ہے ۔ پھر اس کو قید کر دیا گیا تھا ۔ بعد ازاں تائب ہونے پر رہا کیا گیا ، پھر وہی خیالات ظاہر کرنے لگا ۔ لہٰذا دوبارہ سخت قید دی گئی ۔ یہ واقعات تاریخ ذہبی وغیرہ میں موجود ہیں ۔ (اس کی تمام تالیفات بحق سرکار ضبط کر لی گئیں ۔ اور اس کی موت بھی قید خانہ ہی میں واقع ہوئی اور وہیں سے اس کا جنازہ اٹھایا گیا ۔

اس نفاق کا پہلا بہروپ

یہ سب بہروپ اسی نام نہاد توحیدی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جنہوں نے سب سے پہلے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ پر بدعتی ہونے کا فتویٰ لگا کر شہید کرا دیا ۔ پھر حضرت امیرالمومنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس ناپاک مذہب کی باقاعدہ تشکیل دی گئی ۔ ان خارجیوں نے مشہور مقام حروراء کو دارالتوحید قرار دے کر اور اپنا خصوصی نام اہل توحید تشخیص کر کے حضور مولا علی پر اِنِ الحکم اِلّا لِلّٰہ کے تحت مشرک ہونے کا فتویٰ دے دیا اور خارجی مولویوں کے فتوے شرک و بدعت سے ہی ابن ملجم خارجی نے آپ کو شہید کر دیا حقیقت یہ ہے کہ خارجیوں نے توحید کا ایک خود ساختہ معیار قائم کر کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مقدس زمانے سے لے کر آج تک تمام صحابہ کبار ، تابعین ، محدثین ، مفسرین ، عارفین ، صوفیائے کرام و علماء اہل سنت و جماعت اور تمام سنی مسلمانوں کو بدعتی و مشرک کہنے کا جو ناپاک دھندا بنایا ہوا ہے ۔ یہ ایک یہودیانہ سازش تھی ۔ جس نے ہر زمانے میں مسلمانوں کو تباہی و بربادی کے گھاٹ اتارا ہے

(دیوبندی مذہب از غلام مہر علی)

اس کے بعد اسی خارجی گروہ کی سازش سے خاندان نبوت کے چشم و چراغ سبط رسول، جگر گوشۂ بتول حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے لال جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دے کر شہید کر دیا گیا۔ اور ان کا کلیجہ جب اس پر بھی ٹھنڈا نہ ہوا تو امام عالیمقام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو معہ خاندان نبوت کے بہتر افراد کے کربلا کے تق و دق میدان میں بھوکے پیاسے بڑی بے دردی سے ذبح کر دیا گیا۔ کیوں نہ کرتے جبکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خارجی میرے ساتھ اور میری اولاد اور حضرت علی کے ساتھ بغض و عداوت رکھیں گے اور فرمایا خارجی جہنم کے کتے ہیں۔"

اس کے بعد اسی خارجیت نے ابن تیمیہ اور ابن قیم کے عقائد اپنا کر عرب میں وہابیت کا روپ دھارا اور اس باطل توحید کے نشہ میں سرشار ہو کر تعظیم مقبولان کو شرک قرار دے کر صحابہ کبار کے مزارات کو منہدم کر دیا۔ اور محبوب خدا کے گنبد خضریٰ کو گرانے کا ارادہ کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے بچا لیا اور کہا کہ "مشرکین اولین لات و عزیٰ کی پرستش کرتے تھے اور مشرکین آخری محمد اور علی کی۔ کیونکہ شیخ نجدی اور اس کے متبعین کو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تکریم و توقیر و تبجیل و ابتہال و استغاثہ و مخاطبہ ندا سے بغض ہے۔ (ملفوظات مہریہ صفحہ ۱۳۶)

اس کا ایک اور بہروپ

برا ہو اس خارجیت و نجدیت کا جب بھی یہ کوئی نیا روپ دھارتی ہے بدتر شکل میں آتی ہے سرسید احمد خان نیچری کی بٹھی توحید کا بادہ اوڑھ کر منکر حدیث غلام احمد پرویز اور اس کی ذریت کی شکل میں آج کل سمن آباد میں جلوہ گر ہے اور قرآن پاک کی تفسیر ماہنامہ بلاغ القرآن کے ذریعہ نام نہاد تفسیر القرآن بالقرآن کے یعنی تفسیر بالرائے کر کے کم علم اردو خوان اور سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کر رہی ہے۔ اس کے چند ایک نمونہ جات ملاحظہ ہوں:۔

بلاغ القرآن کے ایڈیٹر ایم محمد علی نے تفسیر بالرائے کر کے جمہور مفسرین کا مذاق اڑایا ہے۔ بلاغ القرآن ماہ جنوری ۱۹۶۲ء کے صفحہ ۲ پر قطعن ایدیھن (زنان مصر نے حسن یوسف دیکھ کر) اپنے ہاتھ کاٹ لئے کی بجائے یوں ترجمہ کیا ہے۔ "اور (انہیں برائی پر آمادہ کرنے کی طاقت قطع کر لی اور مایوس ہو گئیں)" اور واتت کل واحدۃ منھن سکینا (اور ہر ایک کو ایک ایک چھری دے دی) کی بجائے یوں ترجمہ کیا ہے۔" ان کے لئے تکیہ بردار مسندیں تیار کیں اور انہیں ہر ایک کو آرام دہ مسکن دیا۔ لکھا ہے یہاں سکینا سے مراد چھریاں نہیں چھریوں سے

ساتھ ہاتھ کاٹ لینے کا تصور افسانوی مبالغہ آرائی ہے جس کا قصہ یوسف کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔
اسی طرح ص۱۶۱ پر سورج چاند اور گیارہ ستاروں کے سجدہ کرنے کی جو تفسیر جمہور مفسرین نے کی ہے کہ "آپ کے والدین اور گیارہ بھائیوں نے آپ کے سامنے سجدہ کیا تو باپ سے کہا اے اباجان یہ میرے خواب کی تعبیر ہے۔ وخرّوا لہٗ سجّداً وقال یٰابتِ ھٰذا تاویل رؤیای من قبل۔ مگر اس کا مطلب یہ نکالا ہے کہ "چنانچہ آپ کو بچپن ہی میں خواب آگئی تھی کہ ملک مصر کا بادشاہ (سورج) مصر کا وزیراعظم (چاند) اور مصر کی کابینہ کے سردار (گیارہ ستارے) آپ کو سجدہ کرتے ہیں۔ یعنی سب کے سب آپ کے تابع فرمان ہو گئے ہیں۔ یہاں سجدے کا بھی انکار کیا جا رہا ہے۔
اور اس نے واقعہ افک کا بھی انکار کیا ہے۔ نیز چور کی سزا فاقطعوا ایدیھما کے تحت ہاتھ کاٹنے کا انکار کیا ہے اور قطع بمعنی روک دینا لکھا ہے۔ یعنی انہیں بند کردو اور جمہور مفسرین کی تفاسیر کو روایتی تفسیر لکھا ہے۔ دیگر حضرت ایوب علیہ السلام کی آنکھیں سفید ہو جانے اور قمیض یوسف کے چہرے پر رکھنے سے آنکھیں لوٹ آنے کا بھی انکار کیا ہے۔ علاوہ ازیں اس منکر حدیث نے الہام، کشف، مراقبہ مبشرات یا خواب وغیرہ کو خدائے تعالیٰ پر افترا باندھنا لکھا ہے۔ اور نبی اللہ کو غیر اللہ لکھ مارا۔ ملاحظہ ہو۔ بلاغ القرآن' اپریل، مئی سنہ ۲ ء ص ۳ (یعنی) تصریف آیات اللہ تعالیٰ نے خود کردی ہے اور خود کتاب قرآن کریم کے اندر کردی اور اس کی شرح بھی خدا اس نے آپ کردی ہے اور اس نے غیر اللہ سے شرح طلب کرنے کو شرک قرار دیا ہے۔

نیز لکھا ہے (اللہ وہ عظیم الشان ذات ہے) جس نے تمہاری طرف اپنی ایک اکلوتی کتاب نازل فرمائی جو خود مفصل ہے (کسی غیر اللہ کی تفصیل کی محتاج نہیں) غیر اللہ کی کتابیں غیر مفصل ہوتی ہیں۔ اللہ کی کتاب غیر مفصل نہیں ہوتی۔"

یہ تو تھے اس منکر حدیث (نام نہاد اہل قرآن) کے خود ساختہ اصول تفسیر اور تفسیر بالرائے کے چند نمونے جو جمہور مفسرین کے سراسر خلاف ہیں۔

نیز رسالہ بلاغ القرآن ماہ فروری سنہ ۱۹۸۲ء کے صفحہ ۶ پر لکھا ہے "پس قرآن فہمی کا ایک قرآنی اصول یہ ہے کہ ضروریات دین کے لئے قرآن کریم خود کافی ہے"۔ حالانکہ قرآن حکیم اجمال ہے اور حدیث تفصیل قرآن مجید اختصارات اور حدیث پاک تفسیر۔ کیونکہ قرآن حکیم نے فرائض کے لئے صرف احکام دیئے ہیں۔ کہ نماز قائم کرو روزہ رکھو زکوٰۃ اور حج ادا کرو مگر طریقہ ادائیگی نہیں بتایا۔ بلکہ طریقہ ادائیگی فرائض خود صاحب قرآن حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عملاً بتائے ہیں جسے حدیث و سنت کہتے ہیں

اس لئے فرمایا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول یعنی قرآن و حدیث پر عمل کرو۔ اور آپ ہیں کہ حدیث و سنت کا انکار کر گئے واطیعوا الرسول کی مخالفت کر رہے ہیں اور اہل قرآن کہلوا کر صرف اطیعوا اللہ کی پیروی کر رہے ہیں۔ اگر صرف قرآن ہی کافی ہوتا تو صرف اطیعوا اللہ فرمانا کافی تھا۔ مگر اطیعو الرسول فرما کر سنت پر عمل کرنا فرض قرار پایا گیا۔

اسی طرح ص۱۶ پر صلوٰۃ (نماز) کا معنی فرمانبرداری لکھا ہے اور ص۵۱ پر اہل کبائر کی شفاعت کا بھی انکار کیا گیا ہے۔ ہاں البتہ منکرین حدیث کی طرح اللہ تعالیٰ کی آیات کریمات کے جھٹلانے والوں کے لئے کسی نبی، ولی کی سفارش کام نہ آئے گی۔

عرصہ ہوا جناب غلام جیلانی برق صاحب بھی پرویز کے جنگل میں آگئے تھے اور دو اسلام، دو قرآن جیسی کتابیں لکھ کر جمہور اہل سنت کا مذاق اڑایا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت فرمائی اور تائب ہو کر دوبارہ مسلک اہل سنت میں منسلک ہوگئے۔ آپ کافی عمر رسیدہ ہیں اور اٹک شہر میں رہتے ہیں اور ان منکرین حدیث کی خوب خبر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بد مذاہب اور بد عقیدہ لوگوں کی صحبت سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

ان منکرین حدیث (نیچری) اور نام نہاد اہل قرآن نے تو سارے دین اسلام اور قرآن پاک کے مفہوم کو بدل کر رکھ دیا ہے۔ قرآنی معجزات اور کشف و کرامات کا صریحاً انکار، روز جزا اور جنت و دوزخ کی من گھڑت تاویلات، عرش و کرسی اور ملائکہ وغیرہ کی عجیب و غریب تفسیرات۔ حتےٰ کہ آیات ناسخ و منسوخ کا انکار، محکمات و متشابہات کا عجیب و غریب استدلال اور عزازیلی توحید کے نشہ میں وہ آیات جو بتوں اور بت پرستوں کے حق میں نازل ہوئیں وہ انبیاء، اولیاء اور مومن مسلمانوں پر چسپاں کئے چلے جاتے ہیں۔

اسی طرح ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے تفہیم القرآن اور غلام اللہ نے بلغۃ الحیران لکھ کر تفسیر بالرائے کی ہے۔ اور اول الذکر نے تو خلافت و ملوکیت کتاب لکھ کر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافتِ راشدہ کو ملوکیت قرار دیا ہے اور مؤخر الذکر نے جواہر القرآن وغیرہ لکھ کر انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کو بتوں سے ملا دیا ہے۔ اور موجودہ زمانے کے خوارج نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی خلافت کا ہی انکار کر دیا ہے۔ العیاذ باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اللہ تعالیٰ ہی تمام بد مذاہب گمراہ جماعتوں کو ہدایت بخشے اور ہم اہل سنت و جماعت کو ان کے شر سے محفوظ فرمائے۔ آمین بجاہ نبی المرسلین۔

منکرین حدیث کے پیشوا الٰہیار چکڑالوی کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

پیشگوئی

سیرۃ النبی مصنفہ شبلی نعمانی جلد سوم ص۳۵، ناشران محمد سعید اینڈ سنز کراچی ص۳۵ :-

ابوداؤد میں ہے کہ آپ نے فرمایا: "تم میں سے کسی کو نہ پاؤں کہ وہ اپنی مسند پر تکیہ لگائے بیٹھا ہو اور اس کے پاس میرے کاموں میں سے کوئی کام جس کے کرنے کا میں نے حکم دیا ہو یا جس سے منع کیا ہو وہ اس سے بیان کیا جائے تو کہے ہم نہیں جانتے" (یعنی ہم حدیث پر عمل نہیں کرتے) بلکہ ہم نے قرآن میں جو پایا اس کو مانتے ہیں" بیہقی میں اس سے زیادہ صاف الفاظ ہیں۔ (ہند میں الٰہیار چکڑالوی کا جو تکیہ لگائے بیٹھا اور جب اسے حدیث پر عمل کرنے کو کہا جاتا تو غرور سے کہتا کہ ہم صرف اسی کو مانتے ہیں جو قرآن میں پایا)

آج کل یہ پیشگوئی سعودیہ ہند کے ان اشخاص پر پوری طرح صادق آتی ہے جو خود کو اہل قرآن کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ جیسے پاکستان میں غلام احمد پرویز اور اس کے متبعین۔

اس روپ کا ایک اور بہروپ

اور آج کل خارجیت کی سگی بہن ناصبیت اصلیہ توحید کا نقاب اوڑھ کر موحد ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی کی شکل میں سرگرم عمل ہے۔ جس نے نام نہاد "خالص توحید" کتاب میں لکھا ہے: "سیدنا عبدالقادر جیلانی، خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ، داتا گنج بخش علی ہجویری اور سید پیر مہر علی شاہ میرے نزدیک (نقل کفر کفر نہ باشد) مشرک و کافر تھے۔ (بحوالہ رضائے مصطفےٰ ذیقعدہ ۱۳۹۶ھ) حالانکہ ان مقدس ہستیوں کے دم قدم سے ہی دنیا میں اسلام پھیلا اور ان ہی طاہر اور مطہر ہستیوں نے مشرکین کو جام توحید سے سیراب کیا۔ خاص طور پر سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ نے تو بقول مولوی محمد زکریا صاحب کے نوے لاکھ اور گنج شکر نے ۸۰ لاکھ ہندوؤں کو مسلمان کیا اور یہ ان ہستیوں ہی کا احسان ہے کہ ہم اور تم سبھی مسلمانی کا دعوےٰ کرتے ہیں ورنہ ہم بھی باقی ہندوؤں کی طرح آج مندروں میں بتوں کے سامنے سربسجود پڑے ہوتے۔ ستم ظریفی یہ کہ ان گستاخوں کے منہ میں کوئی لگام دینے کا نہیں۔ حال ہی میں وہابیوں کے ترجمان "الاعتصام" لاہور" نے حکومت پاکستان

کو مشورہ دیتے ہوئے لکھا ہے: "سعودی حکومت نے موحدانہ جرأت سے کام لے کر شرک کے اڈے یعنی تمام پختہ قبروں کو مسمار کر دیا..... ہمارے حکمرانوں کو اس معاملہ میں سعودی حکومت کے اقدامات و تجربات کی روشنی میں منظم جدوجہد کا آغاز کر دینا چاہیے۔ ان تمام پختہ قبروں (مزارات اولیاء و خانقاہ درویشاں) کا انہدام عمل میں آئے جنہوں نے بت شکن مسلمانوں کو بت پرست مشرکوں کی صف میں کھڑا کر دیا ہے۔" (الاعتصام ص ۹، ۲۴ اکتوبر ۱۹۷۶ء)

یہی بدبخت ملحد خارجی ابلیسی موحد ڈاکٹر عثمانی اپنی کتاب "یہ قبریں یہ آستانے" میں لکھتا ہے کہ "جن بناوٹی معبودوں کی تردید کی جا رہی ہے ان سے مراد وہ غیر معمولی انسان ہیں جن کو ان کے معتقدین دستگیر، داتا گنج بخش، مشکل کشا، غریب نواز اور نہ معلوم کیا کیا قرار دے کر حاجت روائی کے لیے پکارنا شروع کر دیتے ہیں ص۳۔ مردہ بزرگوں کو دعا کے لیے وسیلہ بنانا شرک ہے ص۔ جو عقیدہ رکھے کہ اعمال رسول پر پیش ہوتے ہیں وہ کھلے مشرک ہیں ص۲۔ اور تمام بہادر گروہ صوفیہ نے اسلام پر ظلم ڈھایا ہے ص۲۳۔ قبر نبوی کی زیارت کا عقیدہ غلط ہے اور زیارت کی روایتیں موضوع ص۲۹۔ سماع موتی کا عقیدہ شرک کی جڑ ہے ص۳۲۔ جو قبر پوجی جائے وہ بُت ہے اور قبر نبوی بری طرح پوجی جا رہی ہے ص۳۳۔ حضرت عمر کے یا ساریۃ الجبل فرمانے کی جھوٹی روایت نے ایمان کو برباد کر ڈالا ہے ص۲۸۔ نعرہ رسالت یا رسول اللہ، نعرہ حیدری، نعرہ غوثیہ سارے کے سارے نعرے شرک کے ہیں ص۲۔ شہداء قبروں میں زندہ نہیں ص۹۔ حیات النبی کا عقیدہ شرک کی جڑ ہے ص۳۲۔ امام بیہقی نے امت پر سخت ظلم ڈھایا ہے پھر مشکوٰۃ کے مصنف نے اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے ص۴۰۔

یہی ملحد اپنی دوسری کتاب "مسلمان مشرک" میں نام بنام حضرت حسن بصری، حضرت شبلی، غوث الاعظم جیلانی اور معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہم کے متعلق بھی لکھا ہے کہ "ہم اس بات میں اتفاق نہیں کرتے کہ ان مشائخ میں سے کسی نے شرک جائز نہیں رکھا۔" اور اس بدبخت نے حضور علیہ السلام کی والدہ محترمہ کو بھی مشرک ہونا ظاہر کیا ہے۔ (یہ خبریں بحوالہ ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ)

طرفہ یہ کہ یہی ڈاکٹر صاحب اپنی کمی ایک کتب کے سیٹ برصغیر انڈو پاک میں تقریباً تمام مذہبی اداروں میں مفت بذریعہ ڈاک رجسٹری بھیج رہا ہے۔ اس طرح لاکھوں روپے لوگوں کو گمراہ کرنے میں خرچ کر رہا ہے۔

آخر سوال پیدا ہوتا ہے کہ: ۱۔ یہ لاکھوں روپے کہاں سے آ رہے ہیں۔ ۲۔ حکومت پاکستان ان بدعقیدہ لوگوں کا نوٹس کیوں نہیں لیتی۔ ۳۔ کیا مذہبی آزادی کا یہی مطلب ہے کہ جو کسی کے دل میں

آئے تھتا پھرے۔ ۷۔ کیا یہ لوگ ملک میں انتشار پیدا کرنا تو نہیں چاہتے؟ اگر ایسا ہوا تو ذمہ داری کس پر عائد ہوگی۔ ۵۔ کیا یہ لوگ ففتھ کالم تو نہیں ہیں؟ جنہوں نے پاکستان بننے کی مخالفت کی تھی اور پاکستان کو پلیدستان اور کافرستان کہا تھا اور قائداعظم کو کافرِ اعظم نیز یہ بھی کہا تھا کہ ایسے ہزاروں قائداعظم جواہر لعل نہرو کی جوتی پر قربان کئے جا سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ۶۔ کیا یہ لوگ ملک دشمن تو نہیں ہیں؟ اگر ہیں اور یقیناً ہیں تو ان کا محاسبہ کیوں نہیں کیا جاتا؟

قارئین کرام آپ کو ان بہروپیوں کے تمام چہرے دکھا دیئے ہیں اور ان کے غیر اسلامی عقائد اور اعمال کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ لہٰذا عوام الناس سے التماس ہے کہ ان کی تقریروں اور تحریروں سے پرہیز کریں اور حتی المقدور ان سے دُور رہیں۔ قلندر رومی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

تا توانی دُور شو از یارِ بد … یارِ بد بدتر بود از مارِ بد

یارِ بد بر تن زند بر جاں زند … یارِ بد بر جان و بر ایمان زند

یعنی جہاں تک ہو سکے بدمذہب اور بدعقیدہ دوست سے دُور رہیے۔ کیونکہ بدعقیدہ دوست زہریلے سانپ سے بدتر ہے۔ کیونکہ زہریلا سانپ تو تیرے جسم و جان پر مار کرے گا۔ مگر بدعقیدہ دوست تیری جان اور ایمان کو برباد کر کے رکھ دے گا۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد وعلیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین۔

آخر میں قارئین کرام کی توجہ ایک ضروری مسئلہ کی طرف دلائی جاتی ہے

ملاحظہ ہو!

سوال :- کیا وہابی امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے ؟

جواب :- اس مسئلہ کو سمجھنے کے لیے ذیل کی باتوں کا ذہن نشین کرنا ضروری ہے۔

یہ کہ محمد بن عبدالوہاب کے ماننے والوں کو وہابی کہتے ہیں اور

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقائد مندرجہ ذیل ہیں :-

۱- اس کا عقیدہ تھا کہ ان کے علاوہ جملہ اہل اسلام مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتال کرنا اور ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال و جائز بلکہ واجب ہے۔

۲- یہ اللہ تعالیٰ کے حدوث و جسمیت کا قائل تھا اور علی العرش استویٰ وغیرہ آیات میں استوء ظاہری اور جہالت وغیرہ ثابت کرتا تھا جبکہ اہل سنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے اور اس کی ذات کے لئے جہالت کا شائبہ بھی خیال کرنا کفر ہے۔

۳- یہ اور اس کے متبعین اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ خیال کرتے ہیں۔ جبکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ آپ افضل البشر، سید البشر بلکہ سید الانبیاء اور نبی الانبیاء ہیں۔

۴- اس کا عقیدہ ہے کہ "محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے ہیں" - جبکہ ہم حیات النبی کے قائل ہیں۔

۵- اس کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو کوئی نفع نہیں پہنچا سکتے۔ اور ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے۔ ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور اس سے سانپ مارنے کا کام بھی لیا جا سکتا ہے۔ جبکہ جمہور اہل سنت وجماعت کا مسلک یہ ہے کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں اور بموجب اوّل ما خلق اللہ نوری وکل من نوری کہ اس احسان و انعام عام میں جملہ عالم شریک ہے اور حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ واسطہ جملہ کمالات کے

عالم و عالیان ہیں یہی معنیٰ لولاک لما خلقت الافلاک ہے۔ علاوہ ازیں "النبی اولیٰ بالمومنین من انفسہم" آپ کی ذاتِ مقدس کو ارواح مومنین سے وہ خاص نسبت ہے کہ جس وجہ سے آپ باپ روحانی جملہ مومنین کے ہیں اور یہ احسان بھی بمدار عالم سے آخر تک مومنین کو عام ہے۔

۶۔ یہ سوائے علم احکام الشرعیہ کے جملہ علوم اسرار حقانی وغیرہ سے ذاتِ سرورِ کائنات، خاتم النبیین علیہ السلام کو خالی جانتے ہیں۔

جبکہ علماء اہل سنت وجماعت فرماتے ہیں کہ علم احکام الشرائع وعلم ذات وصفات وافعال جناب ذات باری تعالیٰ عز اسمہ و اسرار حقائق کونیہ وغیرہ میں حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ کا وہ مرتبہ ہے کہ کسی مخلوق کو نصیب ہوا اور نہ ہوگا۔ خداوند کریم عز اسمہ نے آپ کو علوم اولین و آخرین سے مالا مال فرمایا ہے۔

۷۔ یہ شفاعت میں اس قدر تنگی کرتے ہیں کہ بمنزلہ عدم کے پہنچا دیتے ہیں۔

جبکہ علماء جمہور اہل سنت وجماعت ظاہرًا و باہرًا تحقیق وثبوت شفاعت کے حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے قائل ہیں اور زائر کو حکم دیتے ہیں کہ بوقت حاضری بارگاہ مصطفوی اس کا سوال کرے۔

۸۔ یہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک سے توسل دعا میں بعد وفات ناجائز کہتے ہیں۔ جبکہ ہم توسل کے سختی سے قائل ہیں۔

۹۔ یہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی ذات کو بطور وسیلہ پیش کرنے کو بھی شرک وحرام وناجائز جانتے ہیں۔ جبکہ اکابر اہل سنت اپنے مخلصین کو وسیلے کی ہدایت کرتے ہیں۔

۱۰۔ یہ اشغال باطنیہ و اعمال صوفیہ، مراقبہ، ذکر و فکر، و ارادت و مشیخت و ربط القلب بالشیخ و فناء و بقاء و خلوت وغیرہ اعمال کو فضول و لغو و بدعت و ضلالت شمار کرتے ہیں۔ جبکہ اکابر اہل سنت طرق صوفیہ باطنیہ سے منسلک ہیں۔ ریاضت دوام فکر و ذکر ان کا شعار ہے۔

۱۱۔ یہ نفس ذکر ولادت حضور علیہ السلام کو قبیح و بدعت کہتے ہیں۔

جبکہ علماء اہل سنت نفس ذکر ولادت شریفہ کو جبکہ بروایات معتبرہ ہو مندوب و مستحب

برکت فرماتے ہیں۔

۱۲۔ یہ ندا و خطاب یارسول اللہ سے مطلقاً منع کرتے ہیں۔ جبکہ اہلِ سنت وجماعت نہایت تفصیل
فرماتے ہیں۔

۱۳۔ محمد بن عبد الوہاب نجدی زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حرام جانتا تھا۔ بعض اس کے
متبعین سفرِ زیارت کو معاذ اللہ زنا کے درجہ کو پہنچا دیتے ہیں اور جب مسجد نبوی میں جاتے ہیں
تو صلوٰۃ وسلام ذات اقدس نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں پڑھتے اور نہ اس طرف متوجہ
ہو کر دعا مانگتے ہیں۔ جبکہ اکابر اہلِ سنت، وجماعت اس مسئلہ میں بھی مخالف اس طائفہ وہابیہ
کے ہیں وہ ہمیشہ سفر برائے زیارت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے ہیں۔ اور صلوٰۃ وسلا
کا ہدیہ پیش کرتے ہیں اور قبرِ اطہر کی طرف رُخ کر کے آپ کے وسیلے سے دعا مانگتے ہیں او
ذیل کی احادیث کو صحیح سمجھتے ہیں اور ان پر عمل کرنے کو اپنا ایمان جانتے ہیں۔ اس کے
برعکس وہابیہ ان احادیث کو من گھڑت اور ضعیف بتاتے ہیں۔

(۱) جس نے میرے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے میری حیات میں میری زیارت کی۔

(۲) جس نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا" اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

(۳) جس نے محض میری زیارت کے لئے سفر کیا۔ اس پر میری شفاعت واجب ہو گئی۔

(۴) جس نے حج کیا اور میری زیارت کی اس پر بھی میری شفاعت واجب ہوئی۔

نوٹ :۔ مندرجہ بالا عبارات کتاب الشہاب الثاقب مصنفہ سید حسین احمد صاحب مدنی دیوبند
سے لی گئی ہیں۔ جن سے یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ وہابیوں کے عقائد دیوبندیوں کے بھی خلاف

۱۴۔ محمد بن عبد الوہاب نجدی قبرِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑا بُت کہتا تھا اور یہ بھی کہتا تھا
یہ گرا دینے کے لائق ہے اگر میں اس پر قادر ہوتا تو اسے گرا دیتا۔ جبکہ علماء اہلِ سنت
نے لکھا ہے کہ گنبدِ خضریٰ کی طرف محبت سے دیکھنا بھی عبادت ہے۔

۱۵۔ اس نے یہ بھی کہا ہے کہ اولین مشرکین کے معبود لات، مناۃ وعزیٰ تھے اور متاخرین
مشرکین کے معبود محمد، علی اور عبد القادر ہیں۔ (نعوذ باللہ) حالانکہ اہلِ سنت وجماعت عبا
تو اللہ تعالیٰ کی کرتے ہیں اور تعظیم اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی۔

یہ تو تھے چند ایک ان کے عقائد باطلہ جو اہلِ سنت وجماعت کے سراسر خلاف ہیں اور ظاہر ہے ایسے عقائد سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ کی شانِ اقدس میں بدترین درجہ کی گستاخی و بے ادبی ہے اور علماء دیوبند و بریلی کا متفقہ فتویٰ ہے کہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ادنیٰ گستاخی کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ ہوں دو فتوے علماء دیوبند کے:۔

۱۔ جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرورِ کائنات علیہ السلام ہوں، اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو۔ مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ (لطائف رشیدیہ صہ ۲۲)

۲۔ جن الفاظ میں ایہام گستاخی و بے ادبی ہوتا ہے۔ ان کو بھی باعثِ ایذا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر کیا۔ اور آخر میں فرمایا کہ بس ان کلماتِ کفریہ کے بکنے والے کو منع شدید چاہیئے اگر مقدور ہو۔ اور اگر باز نہ آئے تو قتل کرنا چاہیئے کہ موذی گستاخ شانِ جناب کبریا تعالیٰ شانہٗ اور اس کے رسول امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ (الشہاب الثاقب صہ ۵)

لہٰذا ایسے عقائد رکھنے والے امام کے پیچھے اور مذکورہ بہروپیوں کے پیچھے نماز قطعاً نہیں ہوتی۔

احقر العباد حاجی نواب الدین عفی عنہ گولڑوی

یکم شعبان ۱۴۰۲ھ بروز منگل